زوج

(انتخاب سے نکاح تک)

بنت حوا شاہین اختر حسین
سی ای او
بنت حوا فیملی ٹریننگ اینڈ کونسلنگ انسٹیٹیوٹ

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37232336'37352332 فیکس: 37223584
www.ilmoirfanpublishers.com
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ ہیں

نام کتاب	....	زوج
مصنفہ	....	**بنتِ حوا شاہین اختر حسین**
اہتمام	....	علم وعرفان پبلشرز، لاہور
مطبع	....	آر۔آر۔ پرنٹرز، لاہور
ISBN	....	**978-969-610-142-2**
سن اشاعت	....	جنوری 2025ء
قیمت	....	**-/1000 روپے**

بہترین کتاب چھپوانے کے لیے رابطہ کریں: 03009450911

......ملنے کا پتہ......

علم وعرفان پبلشرز 40 الحمد مارکیٹ۔غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

ادارہ کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اُس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اُس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے پوری طرح متفق ہوں۔اللہ کے فضل وکرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔انشاءاللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔(ناشر)

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب!

میرے والدین کے نام جنہوں نے
مجھے رشتوں کو جوڑنا سکھایا

فہرست

◈	کلماتِ تشکر	10
◈	مصنفہ کا تعارف	11
◈	پیش لفظ	13
◈	بنت حوا کا بنات حوا کے لیے تحفہ	14
◈	تعارف	19
◈	معنی اور مفہوم	21
◈	دوئی کا اصول	22
◈	خاندان کی ضرورت اور اہمیت	23
◈	شریک حیات کی ضرورت اور اہمیت	26
◈	شادی کا بنیادی مقصد	27
◈	مختلف مذاہب میں شادی کا تصور	30
◈	شادی کی اقسام	33
◈	شادی کے فائدے	36
◈	شادی سے اجتناب کے منفی اثرات	43
◈	شادی کے بارے میں عجیب وغریب خیالات	45
◈	غربت کا ڈر	49
◈	شادی کی عمر	50

◈......	وقت پر شادی کرنا	51
◈......	اقتصادی استحکام	53
◈......	رُوحانی اور مذہبی ترقی	53
◈......	معاشرتی ضرورت	54
◈......	جذباتی اور نفسیاتی ضرورت	55
◈......	عہدیداران کی منتقلی	56
◈......	بڑی عمر کی شادی	57
◈......	بزرگ والدین کی شادی	58
◈......	بیوہ، طلاق یافتہ اور عمر رسیدہ سے شادی	59
◈......	گھر کے بڑوں کو کیسے قائل کیا جائے	60
◈......	رشتہ ڈھونڈنے کے مسائل	67
◈......	آپس کی مطابقت	73
◈......	شریک حیات کا انتخاب	77
◈......	خواب نہیں حقیقت	79
◈......	ذاتی شعور اور آگہی	80
◈......	ابتدائی منصوبہ بندی	84
◈......	شادی سے پہلے اور بعد کی محبت	89
◈......	عارضی محبت	89
◈......	مستقل محبت	90
◈......	رشتہ کے انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں	91

◈......	عمر	91
◈......	تعلیم	91
◈......	مطابقت	92
◈......	مالی حیثیت	93
◈......	خاندانی پس منظر مذہبی عقائد	93
◈......	خاندانی ترجیحات	93
◈......	خاندانی روایات	94
◈......	لڑکا اور لڑکی کی ذاتی پسند	94
◈......	رشتہ دیکھنے کے ذرائع	95
◈......	خاندانوں کی آپس میں ملاقات	98
◈......	رشتے کو پرکھنے کا فارمولا	102
◈......	لڑکے سے ملاقات	105
◈......	رشتے کی جانچ پڑتال	106
◈......	استخارہ	107
◈......	لڑکی دیکھنے کا معیار	108
◈......	لڑکی کی تیاری	109
◈......	رضامندی	111
◈......	رشتہ طے کرنے سے پہلے اہم معلومات	112
◈......	منگنی	113
◈......	مدت منگنی کی اہمیت	116

◈......	منگنی کے فوائد	117
◈......	باہمی پہچان اور تفہیم میں اضافہ	118
◈......	سسرال ایک عملی درس گاہ	120
◈......	سسرالی رشتے	120
◈......	ساس سسر کا رشتہ	121
◈......	نند	122
◈......	دیور	122
◈......	جیٹھ	122
◈......	لڑکی کی ذہنی سازی	123
◈......	لڑکے کی ذہن سازی	125
◈......	شادی سے پہلے کن موضوعات پر گفتگو اور جاننا ضروری ہے	129
◈......	رسم ورواج	130
◈......	شادی کی منفی روایات	130
◈......	شادی کی تیاری	131
◈......	شادی کی تقاریب	131
◈......	مایوں، تیل	132
◈......	رسم حناء	133
◈......	بارات اور سہرا بندی	134
◈......	حق مہر	135
◈......	نکاح	135

◈...... خطبہ 136

◈...... قبول ہے 137

◈...... جہیز 138

◈...... رخصتی 140

◈...... ولیمہ 141

◈...... رشتوں کے مسائل 141

◈...... باہر ملک کے رشتے 143

◈...... ذات، برادری 143

◈...... جائیداد 143

◈...... تعلیم 144

◈...... پیشے کا فرق 145

◈...... جہیز 145

◈...... مسلک 145

◈...... آئیڈیل رشتے کی تلاش 146

◈...... خاندانی مسائل 147

◈...... مادی خواہشات 148

◈...... حسد نظر بد اور جادو کے مسائل 149

◈...... ہم پلہ رشتوں کی اہمیت 150

◈...... شادی نہیں ہو رہی تو کیا کریں 152

◈...... بنت حوا فیملی کونسلنگ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 155

کلماتِ تشکر

میں ان مختصر کلمات کے ذریعے ایک اہم اور نہایت قابل احترام شخصیت کی بطور خاص شکر گزار ہوں، جو کہ ادارہ ''آؤ صلح کریں'' کے فاؤنڈر ڈائریکٹر ہیں، ایک معزز معاشرتی مقام کے حامل ہیں، سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ ہیں اور آپ کا نام نامی محترم جناب محمد انوار الحق ہے۔

میں ان کی بے حد ممنون اور احسان مند ہوں کہ انہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی اور اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ لمحات عنایت کئے۔

نا صرف میری کتاب میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا بلکہ اس ادنی کاوش کو خوب سراہا، جس سے یقیناً مجھ جیسی نئی لکھاری کا حوصلہ بھی بلند ہوا اور خود اعتمادی کی کیفیت پیدا ہوئی۔

آپ نے اس قدر مخلصانہ عنایت والا معاملہ فرمایا کہ کتاب لکھنے سے لے کر ترتیب دینے، ٹائٹل کو حتمی شکل دینے اور اشاعت تک کے ہر مرحلے پر قیمتی مشوروں سے نوازا۔

ان سب توجہات کا اللہ تعالیٰ ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ میں ہمیشہ ان کے لیے دعا گو رہوں گی۔ آمین

بنت حوا شاہین اختر حسین

مصنفہ کا تعارف

رشتوں کی پیچیدگیوں کو سمجھنا اور سلجھانا کوئی علمی فن نہیں، نہ یہ ڈگریوں سے آتا ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہوتی ہے۔ میں ربّ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اس خاص عنایت سے نوازا۔ خاندان اور ان سے جڑے رشتوں کا فہم و ہنر عطا کیا، انہیں جوڑنا سکھایا اور اس موضوع پر لکھنے کی توفیق بخشی۔ اپنے ربّ کے بعد اپنے داداجان میاں اللہ بخش، اپنے والد صاحب ایڈووکیٹ احمد حسن اور والدہ صاحبہ کی بے حد شکر گزار ہوں جن کی تربیت نے مجھے رشتوں کی پیچیدگیوں کو سمجھنا اور سلجھانا سکھایا۔ مجھے رشتوں کے مسائل کو سمجھنے کا فہم اور ہنر اپنے داداجان اور والد صاحب کی طرف سے ورثے میں ملا جنہوں نے خاندانی مسائل کو حل کرنے اور لوگوں کے گھر جوڑنے میں اپنی زندگی وقف کر دی۔ میری تربیت ایسے ماحول میں ہوئی جہاں اپنے اور دور دراز کے علاقے کے لوگ اپنے خاندانی مسائل کے حل کے لیے میرے داداجان کے پاس آیا کرتے تھے۔ داداجان کے بعد میرے والد صاحب نے اس فرض کو بخوبی نبھایا۔ میرے والد صاحب حالانکہ ایک سرکاری ملازم تھے اور ان کی ملازمت دوسرے شہر میں تھی لیکن لوگوں کو داداجان کے بعد والد صاحب کے کیے گئے فیصلوں پر اتنا اعتماد تھا کہ ان کا کئی مہینوں چھٹی آنے کا انتظار کرتے تھے۔

اللہ کی خاص عطاء اور والدین کی تربیت کے ساتھ ساتھ میں نے کونسلنگ میں نیشنل اور انٹرنیشنل تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پاکستان اور پاکستان سے باہر مجھے مختلف قوموں، مذاہب اور ثقافت کے لوگوں کی کونسلنگ کرنے کا موقع ملا جس سے میرا مطالعہ تجربہ اور مشاہدہ وسیع ہوا اور

مجھے ایک بڑے پیمانے پر مختلف مذاہب اور قوموں کے خاندانی رشتوں کی نفسیات سمجھنے کا موقع ملا۔ میرے رب نے مجھے رشتوں کو جوڑنا سکھایا ہے توڑنا نہیں اسی لیے اللہ نے مجھے ہر اس علم سے نوازا ہے جس سے خاندانی رشتوں کو جوڑا اور مضبوط بنایا جا سکے۔ میں پچھلے سات سالوں سے فیملی کونسلنگ کر رہی ہوں یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اور اپنے خاندانی ورثے کو آگے بڑھانے کے لیے خاندان کی تربیت اور رہنمائی کے لیے باقاعدہ ادارہ بنایا ہے جس کا مقصد نوجوان نسل کو انتخاب سے نکاح تک کے صحیح طریقہ کار سے واقف کروانا، خاندانی رشتوں کو مشاورت اور رہنمائی فراہم کرنا ہے۔اللہ پاک مجھے اس کام میں مزید علم اور برکت عطا فرمائے اور رشتوں میں انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

میں علم وعرفان پبلشرز کے ڈائریکٹر جناب گل فراز احمد صاحب کی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس پہلی کاوش کی اشاعت میں میری رہنمائی کی۔

بنت حوا شاہین اختر حسین
فیملی کونسلر

سی ای او

بنت حوا فیملی کونسلنگ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ

پیش لفظ

انسان اکیلا پیدا ہوتا ہے لیکن زندگی گزارنے کے لیے اُسے انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کا درد دل سنیں، اسے حوصلہ دیں، ساتھ نبھائیں اور اپنی موجودگی کا یقین دلا کر اسے احساس تنہائی سے بھی بچائیں۔ یہ سلسلہ بچپن سے پچپن تک چلتا ہے۔ شادی کے بعد رفیقِ حیات (شوہر، بیوی) بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ ازدواجی زندگی میں اگر مخلص، وفادار اور خیال رکھنے والا ہم سفر مل جائے تو زندگی جنت بن جاتی ہے۔ اسی موضوع پر محترمہ بنت حوا شاہین اختر حسین صاحبہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں انہوں نے شادی کی ضرورت و اہمیت، شادی کا بنیادی مقصد، فوائد، شریکِ حیات کا انتخاب، رشتہ پرکھنے کا فارمولا، حق مہر، نکاح، جہیز، آئیڈیل رشتے کی تلاش، ساس، بہو، نند اور دیور کے رشتہ پر بہترین انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ والدین اور خاص طور پر نئی نسل کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترمہ بنت حوا شاہین اختر حسین صاحبہ کے علم میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین

قاسم علی شاہ

اوپینئن لیڈر

چیئرمین "قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن

بنت حوا کا بنات حوا کے لیے تحفہ

مجھے اچھا لگا کہ بنت حوا شاہین اختر حسین صاحبہ نے اپنی کتاب ''زوج'' پر مجھے کچھ تبصرہ لکھنے کی خواہش کی۔ زیرِ نظر کتاب شادی کے موضوع پر ایک بہت عمدہ اور تفصیلی کاوش ہے۔ میں نے کتاب کے عنوانات کے ابتدائی صفحات دیکھے تو مجھے اس کے متنوع سنجیدہ موضوعات نے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ کتاب میں شادی کے حوالے سے تقریباً ہر اہم موضوع پر بات کی گئی ہے اور محترمہ مصنفہ نے بہت عرق ریزی سے اس بہت حساس موضوع پر اپنے مطالعے اور ذاتی مشاہدات کو بطریقہ احسن قلمبند کیا ہے۔ بلاشبہ انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو پر ہمارے ہاں بہت کم لکھا گیا ہے۔ درحالانکہ اس موضوع کو ہائی سکول اور کالج کی سطح پر بطور نصاب پڑھایا جانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ بے جوڑ ٹوٹتی ہوئی شادیوں کے مضر نتائج محض زوجین ہی نہیں، سارے خاندان، آنے والی نسل اور پورے معاشرے کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیتے ہیں۔ میں نے بطور وکیل اور بطور جج یہ بات شدت سے محسوس کی کہ نوجوان جرائم پیشہ کی اکثریت کا تعلق ٹوٹے ہوئے گھرانوں سے ہوتا ہے۔ ہم جو چاہے کہتے رہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ ماں باپ کے اختلافات کا شکار اور پھر گھر ٹوٹ جانے کے بعد معصوم بچے جرائم پیشہ لوگوں کا آسان ترین نشانہ ہوتے ہیں۔ صرف ماں یا باپ بچے کی ویسی تربیت بالعموم نہیں کر سکتے جو دونوں مل کر سرانجام دے سکتے ہیں۔

مزید برآں ہمارے سماجی ڈھانچے میں ہر پانچواں شخص کسی نہ کسی ذہنی عارضے کا

شکار بتایا جاتا ہے اور ماہرین نفسیات کی تحقیق کے بموجب ان ذہنی امراض کی ایک بہت بڑی وجہ ہمارے خانگی نظام کی توڑ پھوڑ ہے۔ میرے پاس پچھلے پانچ برسوں میں صلح کے لیے آنے والے ناراض والدین کی اکثریت کو مجھے کسی ماہر نفسیات کے پاس بھجوانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہم اپنی زندگی میں کسی بھی سنگین بیماری سے خوفزدہ ہو کر فی الفور علاج معالجہ کی فکر کرتے ہیں مگر بدقسمتی سے اپنے ذہنی رویوں اور ان سے جڑے امراض کی سنگینی کو بالکل نظرانداز کرتے رہتے ہیں۔ میرے پاس آنے والے جوڑے بہت دکھ سے بتاتے ہیں کہ ان کو اپنے غصے پر کنٹرول نہیں ہوتا اور وہ اپنے غصے کو چاہتے ہوئے بھی بریک لگانے سے قاصر ہوتے ہیں اور نتیجتاً معمولی اختلاف پر غیر ضروری شدید ردعمل شادی شدہ جوڑے اور ان کے بچوں کے لیے کسی مستقل بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک بار شدید غصے کی حالت میں فریقین میں سے کسی کا عدالت یا تھانے پہنچ کر اپنی بات کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کر دینا ازدواجی رشتے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیتا ہے۔ کسی بھی بیٹی کا غصے کی حالت میں والدین کے پاس واپس جا کر بہت بڑھا چڑھا کر خود کو بے قصور اور خاوند کو بہت ظالم بیان کرنا معمولی تنازع کو بہت سنجیدہ خاندانی لڑائی جھگڑے میں بدل دیتا ہے۔ خاوند کا بیوی کی بہت جائز شکایت کو نظرانداز کر کے بے تحاشہ منفی ردعمل دکھانا بھی معاملات کے مزید بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اپنے غصے پر نادم نہ ہونا اور باہمی تکرار کو جنگ میں بدل کر اپنے ہی گھروں کو برباد کرنا ماہرین نفسیات کے مطابق فریقین میں سے دونوں یا کسی ایک کا قابل علاج معاملہ ہے۔ ہم اپنے بچوں سے بہت محبت کے دعوے دار ہو کر جب آپس کی روزانہ کی تکرار کو مار کٹائی اور اردگرد بسنے والے لوگوں کی وجہ سے تماشہ بناتے ہیں تو اس مہابھارت کے منفی اثرات ہمارے بچوں کی ذہنی صحت کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں۔

محترمہ بنت حوا شاہین اختر حسین کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے شادی

اوراس سے جڑے معاملات کو بہت محنت سے اپنے تجربے اور تحقیق کی شکل میں قلمبند کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی یہ کاوش نوجوانوں اور ان سے بڑھ کر نئے شادی شدہ جوڑوں کے والدین کے لیے اہم رہنما ثابت ہوگی۔ کتاب بہت آسان اور عام فہم ہے معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ مصنفہ کی پہلی کاوش ہے مسودے میں کچھ غلطیوں کی نشاندہی کو محترمہ نے نہایت خندہ پیشانی سے درست کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ اُمید ہے کہ مصنفہ کی اس کتاب کا اگلا حصہ قارئین کے لیے مزید بہتر مواد کا حامل ہوگا۔

شادی اوراس سے جڑے تمام امورایک انتہائی حساس معاملہ ہے مگر بدقسمتی سے ہمارے اہل نظر نے اس معاملے پر بہت کم توجہ دی ہے۔ میری دعا ہے کہ بنت حوا شاہین اختر حسین صاحبہ کے اس کام کو بہت سے دردمند دانشور آگے بڑھائیں اوراس سلگتے ہوئے معاشرتی مسئلہ کو سمجھنے اور حل کرنے میں نوجوان نسل کی رہنمائی فرمائیں۔

محمد انوارالحق

چیف جسٹس (ریٹائرڈ)

لاہور ہائی کورٹ

زوج

(حصہ اوّل)

تعارف

زوج معاشرے کے اہم ترین موضوع اور وقت کے تقاضوں کے مطابق لکھی جانے والی سادہ لفظوں کی کتاب ہے جسے پڑھ کر ہر مذہب، طبقہ اور ذی شعور انسان اپنے زوج یعنی شریک حیات کا انتخاب کرسکتا ہے۔ کیونکہ تمام مذاہب میں رشتوں کے بنیادی تقاضے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ زوج یعنی شریک حیات کا انتخاب ایک بہت مشکل اور اہم مرحلہ ہے۔ شریک حیات کے انتخاب کا دینی، طریقہ کار ہر مذہب میں موجود ہے لیکن آج کل کے دور میں اپنایا نہیں جاتا جس کی وجہ سے شادی شدہ زندگی میں بہت زیادہ مسائل پیدا ہورہے ہیں۔ نوجوان نسل کی اس حوالے سے کوئی تربیت نہیں ہوتی۔ آج کل جو رشتے ہورہے ہیں ان رشتوں کی آپس میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی بلکہ مادہ پرستی کو اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے بہت سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے کی جانے والی شادیاں اب ہفتوں اور مہینوں میں ٹوٹ رہی ہیں جس کی بہت ساری بنیادی وجوہات ہیں لیکن ان میں سے ایک بہت بنیادی اور اہم وجہ رشتے کے صحیح انتخاب کا نہ ہونا ہے۔ شادیاں ضرورت کی بجائے دکھاوے، رکھ رکھاؤ اور ذاتی مفاد کی خاطر کی جارہی ہیں۔

خاندان ایک مکمل ادارہ ہے اور اس کی بنیاد میاں بیوی ہیں۔ ان کا انتخاب اور تعلق جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی خاندان اور اس سے جڑے رشتے مضبوط ہونگے۔ اس کے لیے ہمیں انتخاب سے لے کر نکاح تک کے تمام مراحل کو بہت سوچ سمجھ کر اور دین کے مطابق کرنا ہوگا۔

دکھاوا اور ذاتی خواہشات، مفاد پرستی اور مادہ پرستی کی بجائے سادگی کو ترجیح دینی ہوگی۔ خاندان کی باقاعدہ تربیت وقت کی ضرورت ہے۔

اس کتاب کا بنیادی مقصد زوج کے صحیح طریقۂ انتخاب سے واقف کروانا ہے۔ اس کتاب میں بتدریج تمام مراحل کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ زوج کے انتخاب سے نکاح تک کے دوران پیش آتے ہیں۔ یہ کتاب ذاتی تجربات، مشاہدات، انسانی اور معاشرتی تقاضے اور موجودہ مسائل کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ جو کہ والدین اور نوجوان نسل کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

معنی اور مفہوم

زوج عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں جوڑا۔ میاں بیوی کا جوڑا میاں بیوی کا زوج ہے اور بیوی شوہر کی زوج ہے۔ پارٹنر، ہم سفر، شریک حیات انگلش میں (Soul Mate) کہا جاتا ہے۔ عورت کا جوڑا مرد کو بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور اُلفت و محبت پیدا کر دی۔

(سورہ روم۔21)

مطابقت اور موافقت کے مطابق جوڑا ہی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہوتا ہے۔

دوئی کا اُصول

قرآن پاک کے آخری تیسویں پارے کی آیت نمبر 8 میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

''اور ہم نے ہر چیز کو جوڑے میں پیدا کیا۔''

اللہ نے ہر جنس کا جوڑا بنایا اور مرد کا جوڑا عورت کو بنایا۔ یہ کائنات جوڑے کے اصول پر کھڑی ہے۔ یکتائی اور واحدانیت صرف اللہ کو حاصل ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے۔

دن رات، اچھائی برائی، کالا سفید، آپ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو کائنات کی ہر چیز جوڑے میں نظر آتی ہے۔ ان میں ایک نر اور ایک مادہ ہے۔ ایک لازم اور دوسرا مظلوم اور یہی کائنات کی خوبصورتی ہے۔ یہ جوڑے ایک دوسرے کے لیے اس قدر لازم وملزوم ہیں کہ اگر دونوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو تو دوسرے کا وجود بے کار لگتا ہے جیسے نمک کے بغیر مرچ کا ذائقہ۔ انسان اس دنیا میں صرف اکیلا پیدا کیا گیا ہے لیکن زندہ رہنے اور زندگی گزارنے کے لیے اسے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت آدم کو جب اللہ نے پیدا کیا تو ساتھ حوا کو بھی آدم کی پسلی سے پیدا کیا کیونکہ آدم کو جوڑے کی ضرورت تھی۔ پسلی سے اس لیے پیدا کیا کیونکہ پسلی دل کے قریب ہوتی ہے۔ اس دنیا میں اللہ نے انسانوں کے لیے اپنے علاوہ کوئی چیز براہ راست نہیں رکھی۔ عزت، احترام، احساس، پیار، توجہ، تعریف، سراہنا، اظہار اور دعا ان سب کے لیے ایک دوسرے کا ذریعہ بنایا ہے۔

خاندان کی اہمیت

روئے زمین پر خاندان کی بہت زیادہ اہمیت ہے ۔ اس کی بنیاد خود اللہ نے حضرت آدم اوراماں حوا کے ذریعے رکھی ۔ دنیا کا سب سے بڑا رشتہ میاں بیوی کا ہے ۔انہیں سے ان کی پہچان کے لیے نئے رشتے اور قبائل بنائے ۔

انسان جب اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ماں کے ساتھ اس کا اولین رشتہ استوار ہوتا ہے پھر بعد میں باپ شامل ہو جاتا ہے ۔اس کے بعد بہن بھائی اور دور نزدیک کے رشتہ داروں سے جڑتا چلا جاتا ہے جو اس سے خون کا رشتہ رکھتے ہیں ۔ان سے ہی اس کا خاندان تشکیل پاتا ہے اور ان ہی کے درمیان اس کی معاشرتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے ۔

انسان کی پہلی درس گاہ اس کا خاندان ماں باپ اور بہن بھائی ہوتے ہیں جن کے ساتھ اس کا جذباتی تعلق ہوتا ہے جو کہ زندگی میں ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں ساتھ دیتے ہیں ۔ معاشرے میں زندہ رہنے اور اس کے ساتھ چلنے کے لیے خاص قسم کی تربیت اور ماحول درکار ہوتا ہے جو کہ خاندان ہی فراہم کر سکتا ہے ۔

خاندان کی ضرورت

انسان اپنے سفر حیات میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے ۔ پہلا مرحلہ بچپن کا ہے جس میں وہ اپنی بقا اور ضروریات کی تکمیل میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے ۔اس مرحلے میں اس کا خاندان اس کی نگہداشت اور پرورش کرتا ہے ۔ اس کی ضروریات پوری کرتا ہے اور اسے اس قابل بناتا ہے کہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکے ۔

انسان کی زندگی کا دوسرا مرحلہ عہد شباب کا ہے ۔اس مرحلے میں وہ خاندان کا ایک ایسا فرد ہوتا ہے جو ان کی مدد کا ضرورت مند بھی ہوتا ہے اور ان کی مدد بھی کر سکتا ہے ۔

تیسرا مرحلہ بڑھاپے کا ہے۔اس میں بندہ ضُعف اور ناتوانی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس میں قوت اور توانائی کمزور پڑ جاتی ہے۔کبھی یہ مرحلہ اتنا طویل ہوجاتا ہے کہ آدمی بچپن ہی کی طرح لمبی مدت کے لیے خاندان کی توجہ اور خبر گیری کا دوبارہ محتاج ہوجاتا ہے۔

خاندان کے فوائد

بعض اوقات طبعی نقص، مرض، ناگہانی حادثہ یا اس طرح کے کسی دوسرے سبب سے آدمی کا انحصار خاندان پر طویل عرصہ تک یا پھر کبھی زندگی بھر کے لیے ہو جاتا ہے۔خاندان ہی اسے اس مشکل وقت میں سنبھالتا ہے۔

زندگی کے بہت سارے مسائل ہوتے ہیں جو کہ خاندان کے ساتھ مل جُل کر حل ہوجاتے ہیں۔خاندان کے افراد ایک دوسرے کو بوجھ کی بجائے ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

خاندان کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان کے چاروں طرف اپنے خیر خواہ اور ہمدرد افراد کا حلقہ موجود ہوتا ہے جن کے درمیان وہ خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔

مشکل حالات میں اپنوں سے مدد مل جاتی ہے۔

قدیم زمانہ میں کسی شخص کی جانِ ومال اور عزت وناموس پر حملہ ہوتا تو پورا خاندان اسے اپنے اوپر حملہ تصور کرتا اور اس کا بدلہ اپنے اوپر فرض سمجھتا تھا۔

خاندان کی وجہ سے انسان خود کو مضبوط اور محفوظ سمجھتا ہے۔

خاندان سے جڑا انسان ایک عمارت کی مانند ہے اس سے علیحدہ ہوکر انسان لڑھکتے پتھر کی مانند ہوتا ہے جو ہر جگہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔عمارت میں لگے پتھر کی ایک حیثیت اور قیمت ہوتی ہے۔

خاندان زمین پر اللہ سے جڑے رہنے کا براہ راست ذریعہ ہے۔اپنے مذہب اور خاندان سے جڑنا دراصل اپنے رب سے جڑنا ہے۔انسان اکیلے کی کوئی نا حیثیت ہے نا پہچان

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

خاندان مضبوط معاشرے کی بنیاد

ایک مضبوط خاندان ہی معاشرے کی بنیاد ہے۔ خاندان کی بنیاد میاں بیوی ہیں جن سے نئے رشتے بنتے ہیں اور آپس کی ذمہ داریوں کا تعین ہوتا ہے۔ خاندان کے استحکام سے معاشرے کا استحکام وابستہ ہے۔ خاندان کی بنیادیں مظبوط ہوں تو معاشرے کو مضبوطی اور استواری حاصل ہوگی۔ یہ کمزور ہو تو پورا معاشرہ کمزور اور برائیوں کا شکار ہوگا۔ ایک ایک اینٹ کی پختگی سے پوری عمارت مضبوط ہوتی ہے۔ خام اور کمزور اینٹوں سے مضبوط عمارت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ خاندان وہ بنیادی پتھر ہے اگر یہ اپنی جگہ سے ہلتا ہے تو پورے معاشرے کی جڑیں ہل جاتی ہیں اور رشتوں میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ رشتوں میں فساد کی وجہ سے خاندان کا وہ دائرہ ٹوٹ جاتا ہے جس سے انسان کا قلبی تعلق ہوتا ہے۔ وہ رشتے جن کو انسان اپنا سمجھتا ہے جو اس کے انتہائی قریب ہوتے ہیں وہ بھی اس سے دور چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ وہ تمام رشتے جو خاندان کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں اور اس کی بقاء سے وابسطہ ہوتے ہیں اس کے ٹوٹتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور انسان خاندان کے سکون اور اپنائیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ خاندان کا ٹوٹنا کوئی معمولی بات نہیں یہ اتنا بڑا خسارہ ہے کہ کوئی بھی معاشرہ زیادہ دنوں تک اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

شریک حیات کی ضرورت اور اہمیت

شریک حیات کی ضرورت ایک فطرتی عمل ہے اور فطرت کا اپنا ایک نظم الاوقات ہے۔اس فطرت سے روگردانی معاشرے کے ماحول کو بری طرح سے متاثر کرتی ہے۔مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا گیا ہے۔امیر سے امیر مرد اور عورت بھی ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔انہیں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔مرد کے لیے عورت نعمت ہے اور مرد عورت کی ضرورت ہے۔اللہ نے انسان کو بنایا ہی ایسا ہے کہ وہ اکیلے کوئی بھی کام سرانجام نہیں دے سکتا۔مرد اور عورت کا جوڑا بنایا گیا اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے لیے کے محبت ڈال دی گئی۔اکیلے انسان کے لیے دُنیا کی خوبصورتی اور موسم کوئی اہمیت نہیں رکھتے اس دنیا کی خوبصورتی اور ذائقے اپنے ہم سفر کے ساتھ ہی اچھے لگتے ہیں۔انسان اکیلا اس خوبصورتی کو اپنے اندر نہیں سمو سکتا نہ لطف اندوز ہو سکتا ہے۔پہلے انسان صرف لفظی خوبصورتی سے واقف ہوتا ہے لیکن ہم سفر کے ساتھ الفاظ کو معنی مل جاتے ہیں۔شادی کے بعد رزق عورت کے نصیب سے اور اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے۔

ہر انسان کا کوئی نا کوئی مذہب اور خاندان ضرور ہوتا ہے۔جو اسے معاشرے میں زندگی گزارنے کے آداب سکھاتا ہے۔شادی انسان کی فطری ضرورت ہے اور ہر مذہب نے اس کی تائید کی ہے۔شادی سے انسان کو نہ صرف سکون حاصل ہوتا ہے بلکہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ شادی شدی افراد غیر شادی شدہ کی نسبت ۵۰ فیصد کم بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

شادی کا بنیادی مقصد

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور قریب لانے کی فطری خواہش رکھی ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل کرسکیں۔ اللہ نے میاں بیوی کا رشتہ مقدس بنایا اور اپنے قرب کا ذریعہ بنایا۔ شادی کا بنیادی مقصد میاں بیوی کے بنیادی تعلق کے ساتھ ساتھ خاندان اور معاشرے کی تکمیل بھی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی بنیاد ایک مضبوط خاندان ہے جو کہ مضبوط معاشرے کی ضمانت ہے۔ شادی مضبوط خاندان بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاندان ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ تہذیبوں کے زوال کی وجہ یہ بھی تھی کہ ان کی شرح آبادی 2 فیصد سے زیادہ نہیں بڑھ رہی تھی اس وجہ سے کچھ ترقی یافتہ ممالک حاملہ ہونے والی خواتین کو گرانٹ، تحائف اور الاؤنس فراہم کرتے ہیں۔ شادی انسانیت کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ آج ہمیں بہت سے مطالعات ملتے ہیں انسانی وسائل کے شعبے میں جو بڑی آبادی کی اہمیت کو بتاتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں کہ بڑی آبادی اپنے ملک کی طاقت اور کسی بھی حملے کے خلاف مزاحمت بڑھانے کے لیے ایک ناگزیر وسیلہ ہے۔ اسلام نے بہت ہی پہلے انسانی وسائل پر توجہ دی تھی اور شادی کی سختی سے ترغیب دی۔

شادی کی بنیاد دو چیزیں ہیں:

۱۔ نسلِ انسانی کی بقا

۲۔ لُطف وسکون

شادی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

1۔محبت اور جذباتی تعلق

شادی محبت اور جذبات کی تسکین کا ذریعہ ہے۔ یہ زندگی میں آپ کو ایک ایسا ساتھی مہیا کرتی ہے جو خوشی اور غمی میں ساتھ دیتا ہے۔اس سے زندگی میں سکون اوراطمینان حاصل ہوتا ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ احساس اور ہمدردی کا رشتہ پیدا ہوتا ہے۔

2۔ معاشرتی اور خاندانی استحکام

شادی معاشرے میں تحفظ اور استحکام فراہم کرتی ہے اور معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ بچوں کی تربیت کے لیے مناسب ماحول فراہم ہوتا ہے۔شادی سے اولاد کو معاشرے میں جائز اور قانونی حیثیت ملتی ہے۔اس سے خاندان کو مضبوط بنیاد فراہم ہوتی ہے۔

3۔نسل کی بقاء

شادی کا مقصد اولاد اور نسل کو آگے بڑھانا اور بچوں کی اچھی تربیت کرنا ہے۔اس سے محبت اور پیار بھرا خاندان بنانے کا موقع ملتا ہے جو کہ معاشرے کی بنیاد بنتا ہے۔

بچوں کی تربیت اور صحت مند ماحول فراہم کرنا والدین کی ذمہ داری ہے جو شادی کے ذریعے آسانی سے پوری ہو جاتی ہے۔

4۔ سماجی حیثیت

شادی کو ہر مذہب میں مذہبی، قانونی، اور معاشرتی اہمیت حاصل ہے۔ شادی شدہ افراد کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شادی افراد کی عزت اور احترام اور وقار کو بڑھاتی ہے۔ معاشرے میں ایک عمر تک تو انسان اکیلا رہ سکتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اکیلا پن اسے ذہنی مریض بنا دیتا ہے معاشرے میں بھی اسے ہمدردی کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اکیلا چاہے مرد ہو یا عورت معاشرے میں دونوں اکیلے نہیں رہ سکتے ارد گرد کے لوگ انہیں مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ انہیں اکیلے تقریب میں دعوت نہیں دیتے۔ اکیلے بندے کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ لوگ اکیلے بندے کے گھر جانے سے بھی ہچکچاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں عورت کی شادی نہ ہو تو بھائیوں کی شادی کے بعد اپنا ہی گھر اس کے لیے غیر ہو جاتا ہے۔

••❑••

مختلف مذاہب میں شادی کا تصور

1- ہندو مذہب میں شادی

ہندو مذہب میں شادی ایک مقدس اور روحانی فریضہ تصور کی جاتی ہے جسے سنسکار (پاکیزہ رسوم) کا حصہ مانا جاتا ہے۔ یہ دو افراد کا ملاپ نہیں بلکہ دو خاندانوں کا اتحاد ہوتا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق شادی کا تصور زندگی کے چار مراحل جنہیں آشرم کہا جاتا ہے، میں سے ایک اہم مرحلہ ہے۔ اور اسے بہت خاص روحانی اور سماجی معنی دیئے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب میں شادی کو سماجی معاہدے کی بجائے ایک رسم سمجھتے ہیں۔

ہندو مذہب میں شادی ایک مقدس فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا مقصد نا صرف معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہوتا ہے بلکہ یہ زندگی کے بنیادی فرائض میں سے ایک ہے۔ شادی کے ذریعے مرد اور عورت مل کر خاندان معاشرہ اور زندگی کی دیگر ذمہ داریوں کو مل کر بہتر طریقے سے نبھاتے ہیں۔

شادی کو ہندو مذہب میں پاکیزہ تصور کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی شادی کی تقریب میں آگ کے گرد پھیرے لگائے جاتے ہیں۔ شادی میں آگ کے گرد پھیرے لگانے کا مطلب ایک دوسرے سے عہد کرنا اور ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے۔ یہ سات پھیرے یا سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ ہر پھیرا ایک خاص وعدے سے جڑا ہوتا ہے۔ یہ وعدے زندگی کے مختلف پہلوؤں عزت، وفاداری اور تعاون سے متعلق ہوتے ہیں۔ ہندو مذہب میں شادی کا ایک مقصد اولاد کا حصول اور خاندان کو آگے بڑھانا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق اولاد ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے نسل آگے بڑھتی ہے اور یہ شادی کے بعد ہی ممکن ہے۔

2- عیسائی مذہب میں شادی

عیسائی مذہب شادی کی تائید کرتا ہے۔ عیسائیت میں شادی ایک مقدس اور عہد کا رشتہ ہے۔ شادی خدا کی طرف سے قائم کردہ ایک روحانی اور مقدس ادارہ ہے۔ اس مذہب میں شادی کو زندگی کا اہم حصہ سمجھتے ہیں۔ مسیحی تعلیمات کے مطابق شادی کا مقصد اولاد کی پرورش اور تربیت ہے۔ ایک دوسرے کی محبت وفاداری روحانی، جسمانی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرنے پر مبنی ہے۔ کیتھولک اور آرتھوڈوکس چرچ میں شادی کو مُقدّس عمل سمجھا جاتا ہے۔ ان کے مذہب میں شادی کو نا قابل تقسیم سمجھا جاتا ہے یعنی ایک بار شادی ہو جائے تو موت ہی اسے ختم کر سکتی ہے۔ شادی شدہ جوڑے کو ایک دوسرے کے ساتھ وفادار رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ مسیحی مذہب میں طلاق کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ اسے خدا کی مرضی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کچھ مخصوص حالات میں طلاق کی اجازت دی جاتی ہے جیسے بے وفائی یا چھوڑ دینے کی صورت میں مختلف مسیحی فرقے اس بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔

تمام عیسائی فرقے شادی کو ایک مقدس ادارہ اور ایک عہد سمجھتے ہیں۔ رومن کیتھولک اسے ایک رسم سمجھتے ہیں۔ آٹھویں صدی میں کیتھولک چرچ میں شادی کو ایک رسم کے طور پر بڑے پیمانے پر قبول کیا گیا۔ چرچ نے بیویوں کے بہت سارے حقوق دیئے۔ عیسائی مذہب میں شادی کو مرد اور عورت کے درمیان زندگی بھر کا عہد کہا گیا ہے جسے میاں بیوی ساری زندگی نبھاتے ہیں۔ مردوں کو عورتوں کی عزت کرنے کا کہا گیا اور طلاق دینے سے منع کیا گیا۔ عیسائی مذہب اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ میاں بیوی ایک ہی جسم ہیں اور مرد عورتوں کے سربراہ ہیں۔ کیتھولک چرچ کے مطابق شادی پیار کے اظہار کا جائز ذریعہ ہے۔ شادی ایک خاندانی ادارہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا چاہے میاں بیوی قانونی طور پر سول

عدالتوں میں ایک دوسرے کو طلاق دے بھی دیں لیکن جب تک وہ زندہ ہیں کلیسا انہیں خدا کی طرف سے بندھا ہوا سمجھتا ہے۔ان کے مطابق مقدس شادی عبادت کا دوسرا نام ہے۔ رومن کیتھولک میں شادی کے دو مقاصد ہیں میاں بیوی کی آپس کی بھلائی اور بچوں کی پیدائش اور تربیت۔

3- مسلمانوں میں شادی

اللہ ربّ العزت قرآن پاک کی سورہ الروم کی آیت نمبر 21 میں فرماتا ہے۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان اُلفت اور رحمت قائم کی غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً نشانیاں ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو مکمل ضابطۂ حیات دیا ہے۔اللہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے ذریعے خاندان کی بنیاد رکھی۔آدم علیہ السلام کی نسل نے اس کی پیروی کی اور شادی کے ذریعے نسل اور خاندان کو بڑھایا۔

نبی پاک نے فرمایا:۔

''شادی کرو اور اولاد پیدا کرو تا کہ میں تمہاری بڑی تعداد پر اقوام عالم کے سامنے فخر کروں۔ اچھا صحت مند خاندان بنانے کا واحد طریقہ شادی ہے۔اسلام نے مرد اور عورت کی شادی کو ایک باوقار رشتہ اور اور عظیم مذہبی معاہدہ قرار دیا ہے۔''

ایک حدیث پاک ہے

کوئی مسلمان مرد اسلام کے بعد اس مسلمان بیوی سے بہتر چیز حاصل نہیں کر سکتا جو اسے دیکھ کر خوش ہو جائے جب وہ حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب وہ اس سے دور ہو تو اپنی عزت اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔

••□••

شادی کی اقسام

شادی کی زیادہ تر دو ہی اقسام ہیں:۔

پسند کی شادی

شادی سے پہلے دونوں افراد اپنی شخصیت کا بہترین پہلو سامنے لاتے ہیں ۔ دونوں ایک دوسرے کی صرف خوبیوں سے آگاہ ہوتے ہیں ۔مگر شادی کے بعد محبوب کے لیے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کا صرف روشن پہلو ہی سامنے لائے ۔ چنانچہ شادی کے کچھ عرصے کے بعد دونوں کو ایک دوسرے کے تاریک پہلو سامنے آنے لگتے ہیں کیونکہ شادی سے پہلے دونوں ایک دوسرے کو انسان کی بجائے کوئی اور مخلوق سمجھتے ہیں اور جذبات میں دوسرے کی برائیاں نظر ہی نہیں آتیں ۔شادی کے کچھ دن بعد جب آنکھوں سے عشق کی پٹی اتر جاتی ہے تو معمولی خامیاں بھی نمایاں نظر آنے لگتی ہیں اور محبت کا تاج محل دھڑام سے زمین بوس ہو جاتا ہے ۔ پسند کی شادی یعنی لو میرج ایک جذباتی فیصلہ ہوتا ہے ۔معاشرے میں ایسی شادیاں جلد ناکام ہو جاتی ہیں ۔ اسلام میں پسند کی شادی کا اظہار کرنے کی اجازت ہے محبت کی شادی کی اجازت نہیں ۔

شادی ایک عملی اور ساری زندگی کا اہم فیصلہ ہے ۔اسے جذبات کی بجائے عقل شعور اور حقیقت میں رہتے ہوئے کرنا چاہئے ۔قرآن وسنت دونوں سے معلوم ہوتا ہے

کہ پسند کی شادی ہو،لڑکا لڑکی کو اچھی طرح دیکھ لے اسی طرح لڑکی بھی لڑکے کو دیکھ لے گی مگر دونوں کو علیحدگی میں ملنے کی اجازت نہیں ۔(مشکوٰت)

نبی پاک ﷺ کے اس حکم یا سفارش کہ لڑکا لڑکی کو دیکھ لے، حکمت اب جدید نفسیات کے علم کی روشنی میں واضع طور پر سمجھ آتی ہے۔ تمام ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ مرد عورت کو اس کے حسن ظاہری شکل وصورت اور جسمانی ساخت کی وجہ سے پسند کرتا ہے تاہم ہر فرد کے حسن کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ جبکہ عورت ظاہری حسن اور شکل وصورت کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ عورتوں کے لیے مرد کا پیشہ اور معاشرتی مقام (Status) شادی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر لڑکا لڑکی کو دیکھنا چاہے تو اس پر نبی پاک ﷺ کا حکم سمجھ کر عمل کیا جائے۔ معاشرے میں پسند کی شادی میں طلاق اور خلع کی شرح خاندانی شادی کی نسبت زیادہ ہے۔

خاندانی شادی

خاندان کی طرف سے طے شدہ شادیوں کی ناکامی کی شرح بہت کم ہوتی ہے۔

خاندانی شادی میں خاندان کے بڑے بزرگ سمجھداری اور مفاہمت سے خاندان میں ہی رشتہ طے کر دیتے ہیں۔ کچھ خاندان بچوں سے پوچھے بغیر بچپن میں ہی ان کے رشتے طے کر دیتے ہیں۔ اور کچھ والدین اپنے مفاد کی خاطر بچوں کے رشتے کر دیتے ہیں اس سے لڑکے لڑکی کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع نہیں ملتا۔

کامیاب شادی

ایک کامیاب شادی با مقصد شادی ہوتی ہے۔ نہ کہ جذبات اور وقتی خواہشات پر مبنی ہوتی ہے اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ با مقصد سے مراد شادی کے بعد حقوق فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جو کہ شادی کو کامیاب اور مضبوط بناتے ہیں۔ میاں بیوی کے آپس کے حقوق کے

ساتھ ساتھ بچوں کی ذمہ داری ان کی تعلیم، صحت، دیکھ بھال، اچھا ماحول اور بہتر مستقبل بھی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ شادی پسند کی ہو یا ارینج، اگر ہو جائے تو اسے بہتر اور احسن طریقے سے دینی تقاضوں کے مطابق نبھانا ہی کامیابی ہے۔ شادی وہی کامیاب کہلاتی ہے جس میں اللہ کی رضا شامل ہو اور والدین اور اولاد دونوں کی رضامندی شامل ہو اور اسے دینی تقاضوں کے مطابق نبھایا جائے۔

ناکام شادی

ناکام شادی وہ ہے جو اللہ کی رضا کی بجائے محض خواہشات اور جذبات، وقتی لذت اور شہرت یا دنیاوی نفع اور ذاتی فائدے پر مبنی ہو یا ذبردستی کی گئی ہو جس میں لڑکا لڑکی یا والدین کی مرضی شامل نہ ہو۔ ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی بنیاد بنا کر ازدواجی رشتہ مضبوط نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ رشتہ احساسات ہمدردی اور محبت کی بجائے مادی خواہشات سے جڑا ہوتا ہے جب یہ ختم ہو جاتے ہیں تو رشتے بھی ختم ہو جاتے ہیں ہمارے معاشرے میں اس وقت ناکام شادیوں کی بڑی وجہ بھی یہی ہے۔

••❑••

شادی کے فائدے

شادی کے بیشمار فوائد اور ثمرات ہیں جو کسی بھی کامیاب اور مضبوط خاندان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

1۔رہائش اور استحکام

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام غیر شادی شدہ مرد اور عورتیں فطری طور پر خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔انہیں ایسے پارٹنر کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ساتھ وہ سکون اور خود کو مکمل محسوس کرسکیں۔شادی شدہ جوڑے آسانی سے بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کیسا محسوس کرتے ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ نے سکون اور استحکام قرار دیا ہے۔ یقیناً یہ ان لوگوں کی نشانی ہے جو اس پر غور کرتے ہیں۔ جہاں تک غیر شادی شدہ لوگوں کا تعلق ہے تو ان کے لیے اسے سمجھنا مشکل ہے لیکن وہ اس کی کمی کو ضرور محسوس کرتے ہیں جو انہیں مکمل کرتی ہے۔ اور یہ تکمیل شادی کے بغیر ممکن نہیں۔

2۔محبت اور احساس کا جذبہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں احساس، محبت اور ہمدردی کے فطری جذبات رکھے ہیں۔ یہ تمام انسانوں میں ایک دوسرے کے لیے مختلف درجات میں ظاہر ہوتے ہیں۔لیکن یہ خاص طور پر میاں بیوی کے درمیان مضبوط ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ کوئی بھی ان احساسات کو محسوس نہیں کرسکتا۔

3۔مکمل ہونے کا احساس

تمام انسان فطری طور پر خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں اور بہت ساری چیزوں کی خوبصورتی دوسری چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔مثال کے طور پر فطرت کی ایک پینٹنگ زیادہ خوبصورت ہوسکتی ہے جب اس میں پانی اور ہریالی کی تصاویر شامل کی جائیں۔اسی طرح رہائشی سوسائٹی کی خوبصورتی کو باغات، پانی کے چشموں اور مجسموں کے اضافے سے مکمل کیا جاسکتا ہے جو اسے مزید خوبصورت بناتے ہیں۔ جہان تک انسانوں کا تعلق ہے حسن اور آرائش کے عوامل مختلف ہیں۔مادی شکل کے آگے روح، عقل، دماغ اور شعور۔

ہم قرآن میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کی زینت کے طور پر پیش کرتے ہوئے پاتے ہیں جو ایک دوسرے کا لباس ہیں اور ایک دوسرے کے عیبوں اور خامیوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی زینت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔''

امام صادق سے اچھی بیوی کے انتخاب کی اہمیت کے بارے میں روایت ہے

عورت ایک ہار ہے لہٰذا تم اچھی طرح سے چن لو کہ تم کیا پہنو گے۔لہٰذا جس طرح سونے اور تانبے کے ہار سے آراستہ ہونے میں فرق ہے۔اسی طرح تمہیں خود کو ایسی عورت سے آراستہ ہونا ہوگا جو تمہارے لیے موزوں ہو۔تمہاری عزت خوبصورتی میں اضافہ ہو اور اپنے مکمل ہونے کا احساس ہو۔

4۔خوشی اور قربت

جب میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے زینت اور آرام وسکون کا ذریعہ ہیں تو وہ ایک دوسرے کے لیے خوشی اور مسرت کا باعث بھی ہیں۔یہی وجہ ہے کامیاب جوڑے وہ ہوتے ہیں جن کے دل ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے تڑپتے ہیں۔

نبی پاک نے فرمایا:۔

”کوئی مسلمان مرد اسلام کے بعد اس مسلمان بیوی سے بہتر چیز حاصل نہیں کر سکتا جو اسے دیکھ کر خوشی کا باعث ہو ازدواجی گھر خوشی اور استحکام کا سبب بنتا ہے۔اور خوشی کی بہترین شکل میاں بیوی کی آپس کی دوستانہ صحبت ہے۔“

5۔مذہب سے لگاؤ اور نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ

شادی انسان کو پاک کرتی ہے۔جنسی جبلتوں کو روکنے کا ذریعہ بنتی ہے۔شادی انسان کو اخلاقی برائیوں سے روکتی ہے اور روح کو پاک رکھتی ہے۔اسے اخلاق اور حسن سلوک سے آراستہ کرتی ہے تاکہ شیطان کو اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہ ملے۔س لیے اسلام کم عمری میں شادی کی ترغیب دیتا ہے۔کیونکہ انسان جتنا جوان ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ خواہشات اور جذبات رکھتا ہے اور جنسی لذتوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔

6۔رزق میں اضافے کا ذریعہ

بہت سے لوگ سوچ سکتے ہیں کہ شادی عام طور پر مالی ذمہ داریوں اوراخراجات کے ساتھ ہوتی ہے رزق کا ذریعہ کیسے بنتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کی وضاحت مادی ذرائع سے نہیں دی جاسکتی یہ خدا تعالیٰ کا ان تمام لوگوں سے وعدہ ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ شادی سے غربت لاحق ہوتی ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہےاوراس کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ رازق ہے اوروہ ان لوگوں کو جواس پراوراس کی عظیم طاقت پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے:

> ''تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کردے گا۔''

7۔خاندان کی بنیاد کا ذریعہ

اولاد کی پرورش بذات خود شادی کا ایک لازمی مقصد ہےاوراس لیے اس کے ثمرات میں ایک اولاد کا وجود ہے جن کے ذریعے انسانیت نسل درنسل جاری رہتی ہے۔ زمین پرانسان کی موجودگی کے آغاز سے اس کا ایک خاندان تھا۔ ابتدا میں آدم اور حوا کا خاندان تھااوراس کے بعد یہ فطری عمل جاری ہےاورآخرت تک جاری رہے گا۔

8۔ شخصی تعمیر کا ذریعہ

شادی سے انسان کی ذاتی ترقی اور شخصی تعمیر ہوتی ہے۔ برداشت تحمل اور معاملہ فہمی پیدا ہوتی ہے۔ تعمیری اور فکری صلاحتیوں کو نکھارنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انسان خود کو مکمل محسوس کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی دیکھ بھال اور محبت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک پیار کا احساس کرنے والا ساتھی مل جاتا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کی خواہش اور ضرورت بڑھ جاتی ہے ایک فطری تقاضا بھی ہے کہ انسان اپنے جذبات کا اظہار کھل کر اپنے ساتھی سے کرے۔ وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ انسان میں بہت ساری تبدیلیاں آتی ہیں۔ شادی فرض تو نہیں کی گئی لیکن معاشرے میں زندگی گزارنے اور خود انسان کی نفسیاتی، جذباتی، عمر، اور جسمانی تقاضوں کے اعتبار سے بہت ضروری ہے۔

9۔عمر اور وقت کا تقاضا

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہر رشتے کی اپنی ضرورت اور اہمیت بنائی ہے اور اس ضرورت اور اہمیت کو وقت اور عمر کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

جب انسان چھوٹا ہوتا ہے تو والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ خود کو خوش محسوس کرتا ہے ان کے بغیر جینے کا تصور نہیں کر سکتا۔ بچپن میں ماں کے بغیر نہیں سوتا۔ بڑا ہونے پر بستر الگ کر دیا جاتا ہے آہستہ آہستہ اپنی ذمہ داریاں خود اٹھانے لگ جاتا ہے۔ جب بالغ ہوتا ہے تو اس کا دل جنس مخالف کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے۔ اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہے۔ والدین کی بجائے اپنے اندر ایک ساتھی کی خواہش پیدا ہونے لگتی ہے۔ انسان چونکہ اکیلا پیدا کیا گیا ہے اس لیے اس کی ذات مکمل ہی اس وقت ہوتی ہے جب وہ شادی کرتا ہے۔ شادی کرنے سے انسان کے جذبات، خواہشات، دکھ سکھ تقسیم ہو کر سانجھے ہو جاتے ہیں۔ جب انسان دنیا کی آزمائشوں سے تھک جاتا ہے تو اس کا شریک حیات ہی اسے سنبھالتا ہے۔ ہمدردی اور محبت کا احساس دلاتا ہے۔ بیمار ہو جائے تو اس کا خیال رکھتا ہے۔ اور پھر عمر کا بھی تقاضا ہوتا ہے جس میں چاہنے اور چاہے جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ بچہ ہے تو ماں باپ کی ضرورت، بڑا ہو تو دوست کی ضرورت، جوان ہو تو شادی کی ضرورت، انسانی خواہشات وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ شادی کے بعد انسان اولاد کی کمی محسوس کرتا ہے۔ بڑھاپے میں اپنے جیون ساتھی اور اپنی اولاد اور ان کی اولاد کے ساتھ وقت گزارنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

10۔ تحفظ اور سکون کا ذریعہ

شادی مرد اور عورت دونوں کے تحفظ اور سکون کا ذریعہ ہے۔ مرد سارا دن محنت کرتا ہے شام کو جب تھکا ہارا گھر آتا ہے تو بیوی اس کا استقبال کرتی ہے تو ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ بیوی اس کے گھر کو سنبھالتی ہے۔ کھانا بنانا، کپڑے دھونا، استری کرنا، کھانا گرم کر کے دینا، دونوں کا ایک دوسرے کے لیے قربانی دینا، آپس کے پیار کو بڑھاتا ہے۔ یہ سارے کام تو پیسے دے کر بھی ہو جاتے ہیں لیکن ان میں اپنائیت اور محبت کا احساس نہیں ہوتا۔ یہی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اسی لیے رشتوں کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح بیوی خدمت کے ذریعے سکون فراہم کرتی ہے۔ خالی مکان کی کوئی اہمیت نہیں میاں بیوی کی محبت سے گھر بنتا ہے۔ مشہور شاعر افتخار عارف کا ایک شعر ہے:

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

••□••

شادی سے اجتناب کے منفی اثرات

شادی کی اہمیت اور اس کے فوائد واضح ہو جائیں تو فطری طور پر شادی سے اجتناب کے خطرناک منفی اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

1۔معاشرے کا خاتمہ

شادی نہ کرنا سے خاندان کے ٹکرے کر کے معاشرہ کو تباہ کرنے کا خطرہ ہے۔ خاندانی ڈھانچے کے بغیر نفسیاتی، جذباتی اور جنسی ضروریات کو پورا کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جائے گا۔

2۔نسل کا خاتمہ اور جذباتی رجحان کو مارنا

شادی نہ کرنے کا مطلب ہے انسان کو فطری جذباتی اور روحانی تعلق سے محروم کر دیا جائے۔شادی کا اصل مقصد افزائش نسل ہے شادی نہ کرنے سے یہ سلسلہ رک جائے گا۔

3۔رہبانیت

شادی نہ کرنے والے کچھ لوگ رہبانیت کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔یعنی جنسی جبلتوں کو مارنا اور انہیں کسی بھی طریقے سے بجھا دینا یہ خدا کی تخلیق کے مقصد کے خلاف ہے۔اور اللہ کے نبی نے اس سے منع فرمایا ہے۔رہبانیت اسلام میں حرام ہے۔خواہشات کو مارنا اور جبلتوں کو کچلنا جائز نہیں۔

4۔انحراف

شادی سے اجتناب کا مطلب ہے کسی قدر حدود یا ضابطے کے بغیر جنسی تعلقات میں وسیع دروازہ کھولنا ہے انسانی اخلاقی نظام رشتوں اور مذہب سے انحراف جنسی انحراف کو مختلف شکلوں میں پیش کرتا ہے۔ یہ سب اللہ کی نظر میں نا قابل قبول ہیں۔ لہٰذا شادی سے پرہیز اور خواہشات کو غیر محدود آزادی دینے سے معاشرہ بگاڑ کا شکا ہو جاتا ہے

5۔انسانی اخلاقی نظام

شادی نہ کرنے سے معاشرے پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسانی اخلاقی اور خاندانی نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ معاشرے میں انسانی اور اخلاقی قدریں زوال پذیری کا شکار ہو جاتی ہیں جس سے معاشرے میں امن اور سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کا احساس اور ہمدردی ختم ہو جاتا ہے۔

6۔تنہائی اور نفسیاتی امراض

شادی نہ کرنے سے انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ڈپریشن، اداسی اور چڑ چڑے پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ بڑھتی عمر کے ساتھ خود پر اپنا کنٹرول کھو بیٹھتا ہے اور تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ ذہنی صلاحتیں متاثر ہوتی ہیں۔ کسی بھی ماحول میں خود کو ایڈجسٹ نہیں کر سکتا۔

احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔ لوگوں سے ملنے اور مجمع میں جانے سے ڈرنے لگتا ہے۔

☆☆☆

شادی کے بارے میں عجیب وغریب خیالات

1۔غلط تصور

کچھ لوگ شادی کے بارے میں بہت غلط تصور رکھتے ہیں۔میاں بیوی کے تعلق کو گناہ سمجھتے ہیں ذہن میں وہم اور غلط گمان رکھتے ہیں اور شادی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ شادی ایک پاک عمل ہے۔ ہر مذہب نے اس کی تائید کی ہے۔اسے میاں بیوی کا جائز تعلق قرار دیا ہے بلکہ عبادت کا درجہ دیا ہے اور اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔اس کے لیے مکمل ضابطۂ حیات دیا ہے۔

2۔مالی بوجھ

کچھ نوجوان شادی کو مالی بوجھ تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں ذمہ داریاں اور پیچیدہ سماجی تعلقات شامل ہیں۔ مالی خوف کی وجہ کچھ شادیاں بہت لیٹ ہو جاتی ہیں اوران کی شادی کی عمر گزر جاتی ہے۔جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ نکاح ایک دینی عمل ہے۔اس ادارے کی بنیاد اللہ نے خود رکھی ہے اور سادگی سے نکاح کرنے اور زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔نکاح کو رزق کا ذریعہ قرار دیا ہے۔اس سے مالی بوجھ کی بجائے آسانی اور خوشحالی آتی ہے۔میاں بیوی کا تعلق ایک دوسرے کے لیے باعث رحمت اور برکت ہے۔

3۔شادی ذمہ داری

کچھ نوجوان لڑکے لڑکیاں اس لیے بھی شادی نہیں کرتے کے وہ ایک ذمہ داری میں بندھ جائیں گے ان کی زندگی دو حصوں میں بٹ جائے گی یا پھر ان کی اپنی مرضی ختم ہو جائے گی۔ وہ شادی کی عمر میں شادی کی ذمہ داریوں کو سر پر سوار کر لیتے ہیں اور شادی کا فیصلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔لوگ اسی خوف کے خیالی تصور میں رہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں دیر کر دیتے ہیں اور ان کی زندگی گزر جاتی ہے۔شادی سے زندگی منظّم ہو جاتی ہے۔ ہر وقت ایک احساس اور خیال رکھنے والا ساتھی مل جاتا ہے جو آپ کی ذمہ داری بانٹ لیتا ہے۔جس کے ساتھ مل کر آپ زندگی کے وہ تجربات حاصل کرتے ہیں جو اکیلے کر ہی نہیں سکتے۔

4۔دوستی برائے ضرورت

کچھ لوگ شادی نہیں کرتے اور بغیر شادی کے وقت گزارنا پسند کرتے ہیں اور اسی میں اپنا سکون تلاش کرتے ہیں۔ وہ شادی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ مرد و خواتین دونوں شامل ہیں۔کچھ شادی شدہ مرد اور خواتین شادی شدہ ہونے کے باوجود دوسری عورتوں اور مردوں سے دوستی کے نام پر تعلقات بناتے ہیں۔لڑکیاں ہوں یا لڑکے شادی سے پہلے دوستی کو ترجیح دیتے ہیں۔ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں تحفے تحائف دیتے ہیں اور اپنا وقت گزارتے ہیں۔لیکن اپنی کسی مجبوری، ڈر، معاشرتی یا خاندانی دباؤ کی وجہ سے شادی نہیں کرتے۔

کسی بھی مذہب اور معاشرے میں یسے تعلقات کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسے تعلقات مسائل، بیماری اور کسی بڑی پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔ایسے افراد سکون کی بجائے ذہنی انتشار کا شکار رہتے ہیں۔ کیوں کہ زیادہ تر ایسے تعلقات خفیہ ہوتے ہیں اور کسی نہ کسی موڑ پر سامنے آجاتے ہیں۔ اور پھر نہ صرف گھر والوں کے سامنے بلکہ عزیز و اقارب اور معاشرے میں ذلت ورسوائی کا سبب بنتے ہے۔

اگر ایسے ہی تعلقات رکھنے ہیں تو یہی تعلقات ایسے چلتے رہیں۔ تحفے تحائف بھی ضرورت اور موقع کے حساب سے دیتے رہیں۔ایک دوسرے سے کوئی امید نہ لگائیں ۔ضرورت اور وقت گزارنے کے لیے ملتے رہیں۔بس اس تعلق کو حلال اور پاک رشتے میں بدل لیں اور سارے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ پہلے سے طے کرلیں۔ایک دوسرے کو کم از کم اتنی عزت تو دیں کہ اس تعلق کو آپس میں جائز کرلیں۔ یہ آپ کی محبت اور وفا کا امتحان بھی ہے۔تعلق پاک اور جائز ہونا چاہئے۔ذمہ داری تو انسان اپنی خود بھی اٹھا سکتا ہے۔اس سے دل روح اور جذبات مطمئن اور تعلق مضبوط ہوں گا۔دونوں کی لیے دنیا اور آخرت میں آسانی ہوگی۔

••❑••

نکاح کے عمل کو آسان بنائیں

ہر چیز خود انسان کی مرضی کے تابع ہے اور وہ اس بات کا انتخاب کرتا ہے کہ کسی بھی صورتحال سے کیسے نمٹا جائے۔ اگر کوئی شخص کسی معاملے کو پیچیدہ اور مشکل بنانا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے اسی طرح اگر وہ کسی معاملے کو مکمل اور آسان بنانا چاہے تو بھی اس کے اپنے اختیار میں ہے۔ اسی طرح شادی کا راستہ کچھ لوگوں کے لیے آسان کچھ کے لیے مشکل ہوتا ہے۔

- ......کچھ لوگ اپنے خاندان کی وراثت، روایت سے پریشان ہوتے ہیں وہ خود تو شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن کچھ خاندانی معالات میں الجھ جاتے ہیں جس کا شادی سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن دنیاداری، خاندان اور روایت نکاح کے عمل کو مشکل اور پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ نکاح کو مشکل کی بجائے آسان بنائیں۔ رسم ورواج اور خاندانی روایات کا حصہ بننے کی بجائے مذہبی طریقے کے مطابق اپنے نکاح کو سرانجام دیں۔
- ......بہت زیادہ دکھاوا اور بے جا اخراجات سے پرہیز کریں۔ نبی پاک کے امتی ہونے کا ثبوت دیں۔ جو نکاح سادگی اور نیک نیتی سے ہوتا ہے اس میں برکت اور رحمت ہوتی ہے اور مسائل بہت کم ہوتے ہیں۔
- ......جہیز سے انکار کریں۔ جہیز ایک تحفہ اور محبت کی نشانی کے سوا کچھ نہیں

نبی پاک نے فرمایا:

''میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جن کے چہرے زیادہ چمکدار ہوں گے ان کے مہر کم ہوں گے۔''

لڑکی جتنا کم مہر مانگے گی اتنا ہی اس کا شوہر اس سے پیار کرے گا۔ جب زیادہ جہیز مانگے جاتے ہیں تو یہ بداعتمادی اور ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔

غیر حقیقی خواہشات

کچھ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فلموں اور ڈراموں سے متاثر ہو کر اپنے ہونے والے ہمسفر کے بارے میں آئیڈل بنا لیتے ہیں جو کہ حقیقی زندگی میں ممکن نہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ہمیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ کمال صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے اور ہر چیز مختلف درجات میں خدا کے کمال کے مظہر کے سوا کچھ نہیں سب سے پہلے ایسے انبیا اور جانشین ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنی ذات کی صفات کی عکاسی کے لیے چنا کیونکہ وہ اس کے قریب ترین ہیں اور انسانیت کے لیے عملی نمونہ ہیں باقی اس نے اپنا کمال مخلوق میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس جہاں میں کوئی ایسی مخلوق نہیں ملے گی جس کی خصوصیت کامل اور باکمال نہ ہو۔ ان میں سے بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جو کہ خاندان کو چلانے اور رشتوں کو نبھانے کے لیے ضروری ہیں اسلام نے شادی کی بنیادیں ایسی خصوصیات پر رکھی ہیں جو ساتھی کا انتخاب کرتے وقت ضروری سمجھیں جاتی ہیں۔

غربت کا ڈر

کچھ لوگ شادی کے لیے مکان، سرکاری نوکری بنک بیلنس وغیرہ دیکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شادی کے لیے یہ ضروری لوازمات ہیں ورنہ شادی کے بعد غربت کا شکار ہو جائیں گے۔ لڑکے کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر، گاڑی یا مکان بنوا کر اپنی شادی کرے گا۔ اسی طرح لڑکی والوں کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی امیر، سرکاری افسر، یا کسی ذاتی مکان والے سے اپنی بیٹی کی شادی کریں۔ ہمیں یہ بات سمجھنی ہوگی کہ نکاح خوشحالی کا نام ہے۔ ہمیں صرف کردار اور رویہ خدا خوفی اور دینداری دیکھنا چاہیے۔ دنیاوی اور مادی چیزیں تو شادی کے بعد خود بھی بنا سکتے ہیں لیکن رویے اور کردار بنانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ امام صادق سے منقول ہے۔

جس نے غربت کے خوف سے شادی ترک کردی اس نے خدا تعالی پر عدم اعتماد کیا۔

شادی کس عمر میں کریں

شادی کے لیے کوئی خاص عمر نہیں ہوتی۔ بلوغت کے بعد کسی وقت بھی جا سکتی ہے۔لیکن اس کے لیے جسمانی اور نفسیاتی پختگی ضروری ہے تا کہ ذمہ داری اٹھا سکیں۔ اسلام میں بلوغت کے بعد اور قانونی طور پر 18 سال کی عمر میں شادی کر سکتے ہیں۔ کچھ مما لک میں دینی اور قانونی معاملات اور سفارشات مختلف ہو سکتی ہیں۔مثال کے طور پر کچھ مما لک یا ریاستوں کے قوانین اٹھارہ یا سولہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے شادی کی اجازت نہیں دیتے۔ جبکہ اسلامی نکتہ نظر سے بلوغت کے بعد شادی کی اجازت ہے۔ایک شخص کی شخصیت کو بنانے میں خاندان اور ارد گرد کا ماحول اہم کردار ادا کرتے ہیں۔شادی پر خاندان کی روایت اور علاقے کا ماحول بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر اولاد کی شادی کی عمر ہے اور وہ ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے تو والدین یا بڑے بزرگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری پر شادی کر دیں اور ان کے ذمہ دار ہونے تک ان کے ساتھ تعاون کریں۔

◈ ......دونوں پارٹنرز کے درمیان کم عمری میں آپس میں ازدواجی رشتہ طے کرنے کی کوشش سے پہلے ذاتی حیثیت کے معاملات میں کسی ماہر قانون سے مشورہ کریں۔

◈ ......شادی مالی معاونت اور ذمہ داریوں کا نام ہے اس لیے اس حقیقت پر توجہ دینا ضروری ہے۔

وقت پر شادی کرنا

اسلام بلوغت کے بعد شادی اور دونوں کے والدین کے لیے ایک معاون پلیٹ فارم کے طور پر کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے جب تک میاں بیوی اپنے آپ پر بھروسہ نہ کر لیں۔ ویسے تو شادی کا وقت بلوغت کے بعد شروع ہو جاتا ہے لیکن بلوغت کے بعد ابتدائی عمر میں شادی کرنا افضل ہے۔ پہلے وقتوں میں لڑکی کے بالغ ہوتے ہی اس کے لیے رشتہ کی تلاش شروع ہو جاتی تھی اور والدین وقت پر اپنی ذمہ داری پوری کر لیتے تھے۔ اس سے دونوں پارٹنرز کو ایک دوسرے کو سمجھنا اور معاملات میں ایڈجسٹ کرنا آسان ہوتا تھا۔ کم عمری میں نوجوان چیزوں کو جلدی سمجھتے ہیں اور فالو کرتے ہیں۔ لڑکیاں جلدی بڑی اور سمجھدار ہو جاتی ہیں 25 سال کے بعد لڑکی کی عمر ڈھلنے لگتی ہے۔ لیکن اب شادیاں مختلف وجوہات اور مجبوریوں کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو جاتی ہے کنواری لڑکیاں درخت کے پھلوں کی طرح ہوتی ہیں اگر پھل پک جائے اور نہ کاٹے تو سورج اسے خراب کر دیتا ہے اور ہوائیں اسے بکھیر دیتی ہیں۔ لڑکیاں اپنی پڑھائی اور ملازمت کے لیے شادی جیسے اہم معاملے کو نظر انداز کر دیتی ہیں اور اچھے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیتی ہیں بعد میں جب عمر ڈھلنے لگتی ہے تو رشتے اس معیار کے نہیں ملتے۔ یہ قدرت کا نظام ہے جب بچی کی شادی کی عمر ہوتی ہے تو اللہ کی اس گھر پر خاص رحمت ہوتی ہے۔ اللہ نے چونکہ عورت کے لیے پہلے والد اور شادی کے بعد شوہر کو ذمہ دار اور محافظ بنایا۔ عورت کی حفاظت اس کے اپنے محرم رشتے ہی کر سکتے ہیں۔ مرد اپنی فطرت سے مجبور ہے وہ کسی دوسری عورت کو وہ مقام اور عزت دے ہی نہیں سکتا جو وہ اپنے محرم رشتوں کو دیتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے محرم مرد کو ہی عورت کا ذمہ دار اور محافظ بنایا اور وقت

پر شادی کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے گھر رشتے ضرور دستک دیتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے پیغام اور مدد ہوتی ہے کہ بیٹی کی شادی وقت پر کریں۔ یہ پیغام مختلف ذرائع سے آتا ہے۔ جیسے گھر پر کسی کا رشتے کا پیغام بھیجنا لڑکی کسی کو پسند کرلے یا لڑکی کو کوئی یونیورسٹی، ملازمت یا کسی اور ذریعے سے پسند کرے اور شادی کا اظہار کرے۔ ابتدائی عمر میں کہیں سے بھی رشتے کا پیغام اللہ کی طرف سے شادی کے اشارے ہوتے ہیں اس میں دنیاوی معیار نہیں ہوتے۔ ذات پات، امیری غریب، یہ سب دنیاوی معیار ہیں اللہ کے ہاں سب برابر ہیں لیکن لوگ اللہ کے اس پیغام کو سمجھ نہیں پاتے اور وقت پر آنے والے رشتوں کو اللہ کی رضا کی بجائے دنیاوی معیار اور مسائل کی وجہ سے ان رشتوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ پڑھائی، ملازمت یا کوئی اور مجبوری جس کی وجہ سے شادی میں تاخیر ہو رہی ہے اسے شادی کے بعد بھی پورا کیا جا سکتا ہے۔ بیٹی کی شادی سے زیادہ کوئی کام ضروری نہیں یہ وقت گزر گیا تو بیٹی کی شادی لٹک جاتی ہے۔ ابتدائی عمر میں آنے والے رشتوں کو سنجیدہ لیں اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ کسی دنیاوی یا مادی عذر کی وجہ سے موقع ضائع نہ کریں۔ اگر اچھا رشتہ آئے تو شادی کر دیں تاخیر نہ کریں۔ بلوغت کے بعد شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب کرنی ہی ہے تو اسے وقت پر کریں۔ اپنی کوشش پوری کریں اس بات کی تائید ہر مذہب میں کی گئی ہے۔ لڑکی کا پڑھائی کرنا، ملازمت کرنا یا زندگی کے کسی بھی شعبے میں آگے بڑھنے میں کوئی حرج نہیں یہ شادی کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اسے زندگی کے ہر موڑ پر والد یا شوہر کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

اقتصادی استحکام

مرد اور عورت کا جائز قانونی تعلق اقتصادی استحکام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دونوں گھر کے اخراجات کا بوجھ مل کر اٹھاتے ہیں۔ گھر کا بجٹ، صحت تعلیم اور دوسرے امور میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دونوں میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی اور محبت ہو تو گھر میں برکت اور اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔ رزق کا شادی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ نکاح میں اللہ نے برکت رکھی ہے اگر کوئی غریب ہے تو وہ نکاح کے بعد امیر ہو جاتا ہے کیوں کہ آنے والی بیوی اپنے نصیب کا رزق لے کر آتی ہے۔ ایک اکیلا اور دو گیارہ ہوتے ہیں۔ پہلے دنیا میں اپنے دونوں اپنے اپنے حصے کی خوشیاں حاصل کرتے ہیں شادی کے بعد دونوں حصے مل ہو جاتے ہیں اور رزق بڑھ جاتا ہے۔ جب دونوں ایک ساتھ ہوتے ہیں تو زندگی کے دکھ سکھ ایک دوسرے کے ساتھ بانٹ لیتے ہیں۔

رُوحانی اور مذہبی ترقی

شادی سے انسان کے اندر محبت احساس، ہمدردی، رواداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ مذہبی لگاؤ اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے جس سے روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ نے نکاح کو عبادت کا ذریعہ بنایا ہے۔ میاں بیوی کے پاک تعلق میں برکت رکھی ہے۔ اللہ کی رحمت اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے روحانی ساتھی ہوتے ہیں۔ گناہوں سے پاک اور تزکیہ نفس کا موقع ملتا ہے۔

معاشرتی ضرورت

انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب تک کوئی چیز اس کی ضرورت یا مجبوری نہ ہوتو وہ اس کی قدر نہیں کرتا۔ضرورت اور مجبوری ہوتو انسان ہر طرح کے مسائل اور لوگوں کے ساتھ نبھا کر لیتا ہے۔ انتخاب سے پہلے یہ ضرور سوچیں اور سمجھیں کہ آپ کو شریک حیات کی ضرورت کیوں ہے؟ کچھ لوگ اپنی ذات سے بہت مطمئن ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسرے کو اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے اور کچھ لوگ اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتے ہیں اور ایک ساتھی کی کمی محسوس کرتے ہیں۔اسی طرح کچھ لوگ اپنی نسل کو بڑھانے کے لیے شادی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اولاد اس دنیا میں آپ کے ہونے کا واحد ثبوت ہے۔ یہ ایک بہت خوبصورت احساس ہے انسان اپنی زندگی میں اپنے ہونے کے ثبوت کو دیکھے۔بیوی کی شکل میں ایک اچھا دوست چاہتے ہیں یا ایک اچھی خدمت گزار دی بیوی جو آپ کے گھر کو اور آپ کے بچوں کی دیکھ بھال کرے اور آپ کا زندگی میں ساتھ دے۔اور کبھی پہلی شادی ناکام ہونے کے بعد دوسری شادی کرنی پڑ جاتی ہے۔ ہر انسان کا اس دنیا میں آنے کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔جس کی پہلے تلاش اور پھر تکمیل میں لگ جاتا ہے۔اس سارے عمل میں اسے دکھ سکھ، اور وقت کے نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے جو وہ اکیلے نہیں سہ سکتا اس کے لیے اسے ایسے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے سمجھ سکے اور زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ دے سکے۔ والدین ایک عمر تک اپنے بچوں کی ذمہ داری اٹھا سکتے ہیں۔

ماں کا شوہر کے بعد اور بہن کا باپ کے بعد بھائی سہارا ہوتے ہیں۔ بھائی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ غیر شادی شدہ بہن اور ماں کا خیال رکھے اور رشتوں میں اعتدال رکھے۔بہن بھائی بھی ایک عمر تک ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں اس کے بعد بھائی بہنوں کا اکیلے سہارا نہیں بن سکتے۔انہیں اپنی اور گھر کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن وقت اور عمر کے ساتھ ماں اور بہن اس کی ذمہ داری بن جاتی ہیں۔ جسے وہ

بیوی کی مدد کے بغیر نہیں پورا کرسکتا۔ایک جوان لڑکا اپنی جوان بہن یا ماں کے ساتھ اکیلا رہتا ہے تو ماں کا بیٹے کے ساتھ اور بہن کا بھائی کے ساتھ حیا اور شرم کا رشتہ ہوتا ہے ان کی بہت ساری ضرورتیں ہوتی ہیں جو یہ اکیلا بھائی پوری نہیں کرسکتا۔مثال کے طور پر اگر ماں یا بہن بیمار ہو جائیں تو ان کی اس طرح سے دیکھ بھال نہیں کرسکتا جو ایک عورت کرسکتی ہے۔دستک دیئے بغیر ان کے کمرے میں نہیں جاسکتا۔اگر بھائی شادی شدہ ہو تو بیوی کی مدد سے ماں یا جوان بہن کا خیال رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔

جذباتی اور نفسیاتی ضرورت

شریک حیات انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔یہ نفسیاتی اور جذباتی تندرستی کو فروغ دیتی ہے۔اس رشتے میں سکون، مدد اور صحبت ملتی ہے۔ڈپریشن، تنہائی اور اضطراب کی شرح غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے شادی شدہ میں کم ہوتی ہے۔میاں بیوی میں جذباتی رشتہ تعلق کا مضبوط احساس فراہم کرتا ہے۔زندگی کے چیلینجز سے مل کر نمٹنے میں مدد کرتا ہے جس سے خوشی اور اطمینان کا احساس ہوتا ہے۔،معاشرتی برائیاں بھی شادی شدہ کی نسبت غیر شادی شدہ لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔

آج کے اس تیز رفتار دور میں انسان بالکل تنہا رہ گیا ہے جس سے مسائل بڑھ رہے ہیں۔جدید ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو محدود کردیا ہے۔اللہ نے انسان کو انسان کا علاج بنایا ہے۔میاں بیوی ایک دوسرے کے مزاج اور ضرورت کو سمجھتے ہیں۔ساتھ رہنے سے ایک دوسرے کی عادت ہو جاتی ہے اور اپنا ہم سفر اپنی ذات کا حصہ لگنے لگتا ہے۔عمر کا ایک عرصہ تو بچوں کے ساتھ یا دنیاوی مصروفیات میں گزر جاتا ہے لیکن بڑھاپے میں ساتھی کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔بچے تو پرندے ہوتے ہیں وقت آنے پر اڑ جاتے ہیں لیکن ایک بڑھاپے میں دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کی تنہائی بانٹتے ہیں۔یہی وجہ ہے بزرگ والدین میں سے جب ایک ساتھی چلا جاتا ہے تو دوسرا اداس اور غمگین رہنے لگتا ہے۔ایک عرصہ ساتھ گزارا ہوتا ہے۔

عہدیداران کی منتقلی

انسان پہلے اپنے والدین کے گھر پیدا ہوتا ہے وہاں اس کی ابتدائی تربیت ہوتی ہے۔ رشتوں کی پہچان، اخلاق، کردار، اچھے برے، میں پہچان، چھوٹے بڑے میں تمیز، کام کرنے اور معاشرے کے ساتھ چلنے کے گر یہ ساری ابتدائی تربیت لڑکا اپنے باپ سے اور لڑکی اپنی ماں سے سیکھتی ہے۔ ماں بچوں کی جذباتی اور شعوری تربیت کرتی ہے۔ یہ انسان کی زندگی کا پہلا دور ہوتا ہے۔ عمر کے دوسرے دور میں انسان تعلیم کو ملازمت کے ذریعے اور والدین کی تربیت کو شادی کر کے آگے اپنے بچوں میں منتقل ہے۔ والدین بچوں کی اور بچے بڑے ہو کر والدین کی جگہ لے لیتے ہیں۔ بچے جب چھوٹے ہوتے ہیں تو والدین کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور بڑھاپے میں والدین بچوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ قدرت اور معاشرے کا دستور ہے یہ قدرت کا اصول ہے ہر چھوٹے نے بڑے کی جگہ لینی ہے۔ اسی طرح علم، فیض، ہنر، تربیت اور تعلیم سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا ہے۔ انسان اپنی زندگی میں پہلے سیکھتا ہے پھر وہ سکھاتا ہے اور پھر وہ بڑھاپے میں اس کا پھل کھاتا ہے۔ یعنی اپنے پوتے پوتیوں کے ذریعے اپنی نسل کو آگے بڑھتے ہو دیکھتا ہے۔ اور زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔

بڑی عمر کی شادی

بعض اوقات لوگ اپنی ذاتی مجبوری یا خاندانی ذمہ داریوں کی وجوہات کی بنا پر شادی نہیں کر پاتے اور عمر نکل جاتی ہے۔شادی کے لیے عمر کی ضرورت نہیں ہوتی بالغ ہونے کے بعد کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے بس بالغ ہونا اور ذمہ دار ہونا شرط ہے۔اکثر عمر گزر جانے کے بعد دلبرداشتہ ہوجاتے ہیں۔اکیلا پن،نفسیاتی مسائل اور بہت ساری بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ایسا اکثر گھر کے سب سے چھوٹے یا سب سے بڑے کے ساتھ ہوتا ہے۔باقی بہن بھائی شادی کے بعد اپنی زندگیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔یہ بیچارے اکیلے رہ جاتے ہیں والدین یا تو بہت ضعیف ہو جاتے ہیں یا پھر زندہ نہیں رہتے۔ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا نہ کوئی ان کے دکھ کو سمجھتا ہے۔ایسے میں اپنی عمر،ضرورت اور خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا ایک رول ماڈل بنالیں کہ آپ کی عمر کے حساب سے کیا خواہشات اور ضروریات ہیں۔کبھی ضرورت خواہش پر غالب آجاتی ہے اور کبھی خواہش ضرورت پر غالب آجاتی ہے۔اس لیے اپنی عمر کو دیکھتے ہوئے حقیقت مندانہ فیصلہ کریں۔بڑی عمر میں خواہش کی بجائے ضرورت کو ترجیح دیں۔کچھ لوگ عمر گزر جانے کے بعد بھی بہت ساری خواہشات رکھتے ہیں۔خواہشات اور ڈیمانڈز وقت اور عمر کے ساتھ اچھی لگتی ہیں۔

خود اپنے لیے رشتہ تلاش کریں۔اپنے شادی شدہ دوستوں کے ساتھ تعلقات بنائیں۔اپنی پسند اور دلچسپی کے مطابق مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیں صبح جلدی اٹھیں ورزش کریں۔اپنی خواک اور لباس کا خیال رکھیں۔دوستوں کو چائے یا کھانے پر دعوت دیں۔اس سے دوستی کا تعلق مضبوط ہوگا۔دوست عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔اچھے اور قابل لوگوں کی صحبت اپنائیں۔ایسے میں آپ سب کی نظروں اور توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں اور رشتہ تلاش کرنے میں آپ کی مدد کرتے ہیں۔۔اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں اور زندگی کا لطف اٹھائیں۔زندگی ایسے بھی گزرنی ہے اور ویسے بھی گزر جانی ہے کیوں نہ ایسے گزاریں کہ کوئی اور نہ سہی اپنا دل اور روح تو مطمئن ہو۔

بزرگ والدین کی شادی

یہ معاشرے کا اہم ترین موضوع ہے جس کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری ہے، جس طرح بچپن میں بچوں کی ذمہ داری والدین پر ہوتی ہے۔ اور بچے والدین کی وجہ سے معاشرے میں پہچانے جاتے ہیں اسی طرح بڑھاپے میں والدین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہم پر ہوتی ہے کیونکہ ہمارے والدین ہمیں پال پوس کر بڑا کرتے ہیں۔ ہمارے اچھے مستقبل کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں اپنی رات کی نینداور دن کا چین ہمارے سکون کی خاطر قربان کر دیتے ہیں تا کہ ہم ایک اچھے مقام پر پہنچ جائیں۔ اپنی ساری زندگی ہمارے تعلیم اور اچھے مستقبل کی خاطر گزار دیتے ہیں۔ اکثر والدین زندگی کے کسی موڑ پر اکیلے رہ جاتے ہیں۔ وہ بہت تنہائی محسوس کرتے ہیں اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عمر کی وجہ سے بہت حساس اور چڑ چڑے ہو جاتے ہیں۔ اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کی اس تنہائی کو سمجھیں اور ان کے لیے ساتھی تلاش کریں۔ تا کہ وہ اپنے بڑھاپے کی تنہائی کو دور کریں اور باقی زندگی اچھی گزار سکیں۔ بہت کم ایسا دیکھا گیا ہے کہ معاشرے میں بزرگ ان کی اولاد اور رشتہ دار مل کر ایسے فیصلہ کر جاتے ہیں۔ لیکن اکثر والدین اپنے بچوں کے ڈر سے اور لوگ کیا کہیں گے کے ڈر سے اپنی زندگی کا فیصلہ نہیں کر پاتے اور کسمپری کی زندگی گزارتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کی یہ بھی ہے کہ بزرگ والدین کی شادی کروائیں۔ یاد رکھیں معاشرہ ہم سے ہے ہم معاشرے سے نہیں ہیں۔ اس لیے فیصلے اپنی ضروریات اور انسانیت کی خدمت کی نیت سے کریں۔

بیوہ،طلاق یافتہ اور عمر رسیدہ سے شادی

بہت ساری لڑکیاں جوانی میں یا عمر کے کسی بھی حصے میں بیوہ یا طلاق یافتہ ہو جاتی ہیں اور بہت ساری ایسی خواتین جن کی شادی کی عمر گزر جاتی ہے۔ والدین کے ساتھ رشتہ داروں اور محلے داروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو اپنی بیٹیاں سمجھیں اور اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان کے لیے اچھا رشتہ تلاش کریں۔ پہلے وقتوں میں لوگ پورا محلّہ بلکہ پورا علاقہ ایک خاندان کی طرح رہتے تھے۔ دکھ سکھ سب کے سانجھے ہوتے تھے۔ پورے علاقے کی بیٹی کو اپنی بیٹی عزت اور ذمہ داری سمجھتے تھے۔اسی لیے اس رشتوں کے مسائل نہیں تھے۔

ان کے لیے رشتے کا انتخاب کرتے وقت ضرورت، عمر اور وقت کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔شادی اگر ابتدائی عمر میں ہو جائے تو ڈیمانڈ رکھ سکتے ہیں۔ وقت گزر جائے تو صرف عمر، ضرورت اور وقت کے تقاضے کو سامنے رکھیں۔ کیونکہ ہر چیز وقت اور عمر کے حساب سے اچھی لگتی ہے۔ وقت گزر جائے تو بنیادی ضرورت کو ترجیح دیں ۔جیسے عزت، مکان چاہے کرائے کا ہو، تین وقت کا کھانا اور موسم کے حساب سے کپڑے یہ انسان کی بنیادی ضروریات ہیں جو کہ اس کا حق ہے اور نکاح کی بھی شرائط میں سے ہے۔ باقی باتیں ذہنی ہم آہنگی اور حالات کے مطابق طے کی جاسکتی ہیں۔عزت بنیادی شرط ہے کیونکہ اگر عزت ہوگی تو کم میں بھی گزارا ہو جائے گا اور جو ملے گا بہترین ملے گا۔لیکن اگر عزت نہیں ہوگی تو محل بھی بدتر لگتا ہے۔عزت پہلی اور بنیادی شرط ہے۔

معاشرے کی بہتری اور انسانیت کی خدمت کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں بیوہ، طلاق یافتہ اور بڑی عمر کی خواتین اور مرد جو کسی وجہ سے شادی کے انتظار میں بیٹھے رہ جاتی ہیں اور ان عمر نکل جاتی ہے۔ رشتہ دیکھتے وقت ان کو بھی ضرور مدنظر رکھیں تا کہ وہ بھی اپنی اپنے آپ کو معاشرے کا حصہ سمجھیں اور بہتر زندگی گزار سکیں۔اس سے معاشرے پر بہت گہرا ثر پڑتا ہے۔خوشحالی کے ساتھ ساتھ امن قائم ہوتا ہے اور معاشرتی برائیاں کم ہوتی ہیں۔

گھر کے بڑوں کو کیسے قائل کیا جائے

یہ ایک ایسا موضوع ہے جس سے آج کی نوجوان نسل بہت پریشان ہے۔لڑکے لڑکیاں دور دراز علاقوں سے تعلیم کی غرض سے شہر پڑھنے آتے ہیں۔کالج، یونیورسٹی، میں ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔ان کی آپس میں انڈرسٹینڈنگ ہو جاتی ہے وہ ایک دوسرے کو شادی کے لیے پرپوز کرتے ہیں۔لیکن گھر والوں کی وجہ سے آگے بڑھ نہیں پاتے۔گھر والے اس عمر میں کیے گئے وعدوں کو کچی عمر اور جذباتی فیصلہ سمجھتے ہیں۔اسی طرح بہت سارے لوگ ملازمت ایک ساتھ کرتے ہیں۔ان کا بھی آپس میں جذباتی لگاؤ ہو جاتا ہے وہ بھی آپس میں وعدے وعید کرتے ہیں لیکن خاندانی دباؤ کی وجہ سے ان وعدوں کو وفا نہیں کر پاتے۔ اس سے نوجوان نسل کے جذبات منتشر ہوتے ہیں اور وہ دل برداشتہ ہو جاتے ہیں جس سے معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔اس سے گھر کے بڑوں اور جوان نسل میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اکثر باغی ہو جاتے ہیں۔

ظاہری حقائق یہی ہیں لیکن اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے بڑے والدین حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام ہیں۔وہی دنیا کے پہلے میاں بیوی اور دنیا کے پہلے والدین ہیں۔ان سے آگے نسل کا سلسلہ چلا۔ہر والدین کا سلسلہ وہیں جا ملتا ہے۔اللہ کا ہمارے والد حضرت آدم علیہ السلام کیساتھ اور حضرت آدم کا حوا کے ذریعے خاندان کیساتھ یہ دراصل اللہ اور بندے کا آپس میں ایک تعلق ہے۔جو کہ خاندان کی شکل میں ساری زندگی جاری رہتا ہے۔اسی لیے خاندان کی بنیاد رکھی گئی تا کہ وہ اس تعلق کے ذریعے خاندان کے ساتھ جڑے رہیں۔اس دنیا میں پیدا ہونے والے ہر انسان کا کوئی نا

کوئی مذہب اور خاندان ضرور ہوتا ہے ۔یہ اور بات ہے کہ بڑا ہونے کے بعد وہ اس کی اہمیت کوتسلیم نہ کرے۔اپنے والدین کی نافرمانی دراصل ان کی

نافرمانی ہے۔والدین اولاد کواس دنیا میں لانے کا واحد ذریعہ ہیں اورانہیں اولاد کے لیے رحمت بنایا۔ماں کے قدموں میں جنت رکھ دی باپ کی دعا میں اولاد کے لیے اثر رکھ دیا۔یہ مقام انہوں نے خودنہیں لیا بلکہ اللہ نے انہیں اس مقام اور مرتبے کے لیے چنا ہے۔

اچھا نام رکھنا اچھی پرورش ،تعلیم تربیت ، اچھا اور بہتر رشتہ تلاش کرنا یہ سب والدین کی ذمہ داری ہے۔اس دنیا میں جو کچھ بھی اولاد کو عطا ہوتا ہے، کامیابیاں ،خوشیاں سب والدین کی دعاؤں اور ان کے ذریعے سے عطا ہوتا ہے۔اگر والدین حیات نہیں تو خاندان کے بڑے بزرگ آپ کے سرپرست ہونگے۔اولاد کی مرضی تو شامل ہوسکتی ہے لیکن حتمی فیصلہ والدین یا گھر کے بڑوں کا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے اچھے برے عمل کا اثر ہمارے والدین سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام تک پہنچتا ہے کیونکہ سلسلہ تو وہیں جا کر ملتا ہے۔والدین ہماری پہچان اور شناخت ہیں دنیا میں ہماری پہچان انہیں کی وجہ سے ہے۔

اگر ہم ولدیت میں سے باپ کا نام نکال دیں تو ہماری پیدائش مشکوک ہوجائے گی۔ ہم ان کے کو پیار محبت سے قائل تو کر سکتے ہیں لیکن انہیں نظر انداز نہیں کر سکتے۔اس تعلیم کا کیا فائدہ جو ہمیں اپنے والدین کے سامنے لا کر کھڑا کر دے یا اس تعلیم کے شعور سے اپنے والدین کو اپنی بات کے لیے قائل نہیں کر سکتے۔تعلیم کا اصل مقصد آگاہی اور شعور حاصل کر کے اپنے ہی حالات اور معاملات کو بہتر اور منظّم کرنا ہوتا ہے۔والدین ان پڑھ یا جاہل نہیں ہوتے اان کے پاس دنیاوی ڈگریاں نہ سہی لیکن ان کے پاس اولاد کے مزاج اور

کیمسٹری کو سمجھنے کی ساری ڈگریاں اللہ اولاد کی پیدائش سے پہلے انہیں عطا کر دیتا ہے۔ سوچیں اللہ نے باپ کی دعا میں اولاد کے حق میں قبولیت اور ماں کے قدموں میں جنت ڈگریوں کی وجہ سے نہیں رکھی کتنے ڈگریوں والے ہیں جن کی اولاد نہیں والدین ڈگریوں کے محتاج نہیں ہوتے ہیں ان پر اللہ کی خاص رحمت ہوتی ہے۔ ہمیں ہر قدم اور خاص طور پر اپنی زندگی کے اہم فیصلے پر اپنے والدین اور بڑوں کی سرپرستی اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہم ان کی پسند کے سامنے سر تو جھکا سکتے ہیں کیونکہ پھر وہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے اس رشتے کو نبھانا دعائیں کرنا اور رہنمائی کرنا۔ جب ہم اکیلے فیصلہ کرتے ہیں تو ہم اپنے گھر کے بڑے بزرگوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے۔ والدین اور بڑے بزرگوں کے کیے گئے فیصلوں میں اللہ کی رحمت اور والدین کا تجربہ اور حکمت شامل ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے بظاہر آپ کو والدین کا کیا گیا فیصلہ صحیح نہ لگے لیکن بعد میں وہی فیصلہ آپ کی زندگی بدل دے۔ آپ جتنا بھی پڑھ جائیں اور کامیابیاں حاصل کر لیں اولاد تو آپ اپنے والدین کی ہی کہلائیں گے۔ اس حقیقت کو آپ زندگی کی کسی سٹیج پر جھٹلا نہیں سکتے۔ آج آپ جس مقام پر ہیں انہیں کی محنت اور قربانی کی وجہ سے ہیں۔ ہمیں ان کو اپنی پسند کے لیے قائل کرنے کے لیے ان کے قریب ہونا ہوگا۔ ان کا دل جیتنا ہوگا۔ والدین کا دل نرم ہوتا ہے۔ آخر میں مان ہی جاتے ہیں۔

1۔ ہمیشہ اپنے گھر کے بڑوں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔

2۔ ان کی خدمت کریں۔

3۔ کام میں ہاتھ بٹائیں۔

4۔ پورے دن میں کسی ایک وقت کا کھانا سب ساتھ مل کر کھائیں۔

5۔ روزانہ کچھ وقت نکال کر ان کے ساتھ بیٹھیں خاص طور پر رات کے وقت

6۔ مختلف موضوعات پر گفتگو کریں۔

7۔ والدین کے ساتھ ان کے بہن بھائیوں کے تعلق کو مثبت انداز میں پیش کریں کبھی مخالفت نہ کریں ان کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام آپ کے والدین کے بہن بھائی ہیں۔ ماں کے بعد سب زیادہ حق ماں کی بہن اور باپ کے بعد باپ کے بھائی چچا کا حق ہے۔ اس لیے ان رشتوں کے بارے میں کبھی منفی سوچ نہ رکھیں۔ اگر ہم سب اپنے اپنے والدین کے بہن بھائیوں کے ساتھ اچھی سوچ رکھیں گئے تو تمام رشتے مثبت ہو جائیں گے یہ کوشش ہم نے اپنے گھر سے شروع کرنی ہے جب ہر کوئی اپنی اپنی کوشش کرے گا تو رشتوں اور معاشرے میں مثبت سوچ کی فضا پیدا ہو گی اور ہم دوسروں کی بجائے اپنوں پر بھروسہ کریں گے۔

8۔ روزانہ ساتھ بیٹھنے سے ذہنی ہم آہنگی پیدااور محبت پیدا ہوتی ہے۔

9۔ والدین کے قریب ہونے سے آپ کو والدین کی سوچ کا پتہ چلے گا۔

10۔ بڑوں کو بھی آپ کی سوچ کا پتہ لگے گا۔

11۔ روز ساتھ بیٹھنے سے کسی دن کھل کر بات ہو جائے گی۔

اس کے بعد محبت جیت جاتی ہے یا وہ مان جائیں گے یا آپ ان کا فیصلہ خوشی سے تسلیم کر لیں گے۔ خلوص نیت کے ساتھ کوشش شرط ہے۔ لیکن محبت غیر مشروط ہوتی ہے۔

والدین کو اپنی پسند کے لیے قائل کرنے کا یہی فارمولا ہے اکثر والدین اپنی اولاد کے ساتھ وقت نہیں گزارتے اور بات چیت کی کمی ہوتی ہے اور ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے والدین اور بچوں کے درمیان فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے جو کہ بعد میں ناراضگی اور اختلاف کا سبب بنتا ہے۔ والدین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی خواہش کا احترام

کریں اگر وہ آپ کی رضا مندی چاہ رہے ہیں تو مان جائیں کیونکہ نکاح دل کا ہوتا ہے اس لیے یہ ان کا شرعی حق ہے اور یہ حق انہیں اللہ نے دیا ہے۔ اس لیے آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی انا اور مجبوریوں کی بجائے اپنے بچوں کے فیصلے کا احترام کریں اور ان کا ساتھ دیں۔ بچے اگر جب اپنی مرضی کر لیتے ہیں تو والدین کو دکھ ہوتا ہے اور جب والدین اپنی مرضی کرتے ہیں تو ان کی اولاد خوش نہیں رہتی۔ اولاد والدین کے دل کا ٹکڑا ہیں وہ مان جاتے ہیں صرف منانے کا طریقہ آپ کو آنا چاہیے۔ وہ محبت اور خدمت کے علاوہ اور کوئی راستہ ہو ہی نہیں سکتا۔ والدین کی ناراضگی مول لینے کی بجائے انہیں منانے کے طریقے تلاش کریں۔ آپ کو اس دنیا میں جو بھی عطا ہونا ہے اچھائی، نیکی کرنے کی توفیق، اچھے برے کی تمیز، صحت تعلیم یہ سب والدین اور بڑے بزرگوں کے ذریعے عطا ہونا ہے۔ باقی آپ کی اپنی قسمت اور محنت ہو گی اس لیے ہر ممکن ان کا دل جیتنے کی کوشش کریں کیونکہ آپ آج جو بھی ہیں انہیں کی وجہ سے ہیں۔

◆◆❑◆◆

رشتہ کی تلاش کے مسائل

رشتہ ڈھونڈنے کے مسائل

پہلی وجہ

رشتوں کے مسائل نہ تو بہت غریب لوگوں کے ہیں نہ بہت امیر لوگوں کو رشتوں کا مسئلہ ہے یہ متوسط طبقے کا مسئلہ ہے۔ان میں رشتوں کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ پسند اور مطابقت کا رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے بہت ساری لڑکیوں اور لڑکوں کی شادی کی عمر نکل جاتی ہے اگر کسی طرح سمجھوتہ کر بھی لیں تو یہ شادی زیادہ عرصہ چلتی نہیں۔

دوسری وجہ

شادی کردار، اخلاق، مزاج اور رویے کی بجائے مکان، گاڑی، سرکاری نوکری، ذاتی گھر اور بینک بیلنس پر ہورہی ہیں۔ بہت سارے پڑھے لکھے ان پڑھ والدین بھی ایسے فیصلے کرر ہے ہیں کہ بیٹی خوش رہے گی۔لڑکی سمیت والدین یہ سمجھتے ہیں کہ شادی کہ بعد لڑکی مہارانی بن کر رہے اسے کسی قسم کی تکلیف نہ آئے۔اس لیے وہ اکیلے اور امیر لڑکے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ان کے لیے یہ عرض ہے کہ شادی کے بعد لڑکی اور لڑکے کی عملی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اب اس نے اپنے حصے کے دکھ سکھ، آزمائش اور زندگی میں آنے والے امتحانوں کا خود سامنہ کرنا ہے۔والدین اور اردگرد کے لوگ مدد اور دعا تو کر سکتے لیکن اپنی زندگی میں آنے والے مسائل کا خود سامنا کرنا ہوگا۔اس وقت ان کی عمر اور ضرورت کے مطابق ان کی زندگی کا فیصلہ کریں۔ معاشرے میں بہت ساری ایسی بے جوڑ شادیاں ہو رہی ہیں جس میں صرف مادی معیار کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ جب کہ رہنا رویے اور کردار کے ساتھ پڑتا ہے تو پتہ چلتا ہے فیصلہ ہی غلط تھا۔ایسی شادیوں کا انجام طلاق یا خلع ہی ہوتا ہے۔

تیسری وجہ

آج کے دور میں لڑکیوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں لڑکیاں لڑکوں سے ہر شعبے میں آگے نکل گئی ہیں اور لڑکے نسبتاً پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس وجہ سے معاشرے میں رشتوں کا مسئلہ بہت بڑھ گیا ہے۔

چوتھی وجہ

پڑھی لکھی لڑکیاں سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں حالانکہ پہلے وقتوں میں جب مرد پڑھے لکھے ہوا کرتے تھے تو زیادہ تر خواتین ان پڑھ ہوتی تھی لیکن سلیقہ منداور تربیت یافتہ ہوتی تھی اور مرد بہت اچھا گزارا کرتے تھے۔ انہیں اپنے ساتھ لے کر چلتے تھے اور ان کی سادگی اور تعلیمی کمی کو عیب نہیں سمجھتے تھے۔ اکثر ہم نے یہ جملہ سنا ہوگا کہ میری ماں بہت سادی عورت تھی لیکن سلیقہ مند تھی والد کے ساتھ ادب سے بات کرتی تھی بہن بھائیوں میں بہت اتفاق تھا۔ پرانے زمانے کے باپ پڑھے لکھے اور مائیں ان پڑھ تھیں لیکن ان کے بچے اپنے وقت کے بیوروکریٹ بنے۔ تمام بڑی سیٹوں پر انہیں ان پڑھ عورتوں کے بیٹوں نے راج کیا۔ میں نے اپنے سائیکالوجی کے استاد ڈاکٹر جاوید اقبال جو کہ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سائیکالوجی تھے سے ایک دن پوچھا کہ سر آپ اتنے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کو لیکچر دیتے ہیں آپ کی والدہ کتنا پڑھی لکھی تھیں؟

انہوں جواب دیا کہ میری ماں تو کبھی مدرسے بھی نہیں گئی تھی
لیکن ان کا بیٹا آج ایک یونیورسٹی میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہے۔

پانچویں وجہ

رشتوں کے مسائل میں ایک بات یہ بھی ہے کہ یا تو پڑھا لکھا لڑکا نہیں ملتا اگر مل جائے تو اس کے اور اس کے والدین کی ڈیمانڈ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کوئی مڈل کلاس فیملی ان کے معیار پر پوری نہیں اتر سکتی اور شادی اخلاق کردار کی بجائے مادہ پرستی کی بنیاد بن جاتی ہے۔

بعض پڑھے لکھے غریب اور مڈل کلاس لڑکے اپنے سے بڑے اور امیر گھرانے میں شادی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے ایک تو سٹیٹس بدل جائے گا اچھے اور بڑے گھر کا داماد کہلائے گا دوسرا بچوں کی اچھے ماحول میں تربیت ہو جائے گی۔ اس طرح سے لوگ شادی کر تو لیتے ہیں لیکن پھر ساری زندگی ان کی آپس میں نہیں بنتی۔ ایسے مرد گھر بیوی کو توجہ نہیں دیتے اور باہر دوسری عورتوں میں سکون تلاش کرتے ہیں۔

چھٹی وجہ

آجکل کے لڑکے ایک تو زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ غیر ذمہ دار اور بیروزگار ہوتے ہیں۔ اپنے لیے کوئی فیصلہ کر ہی نہیں پاتے۔ والدین یہ سمجھ کر شادی کروا دیتے ہیں کہ شادی کے بعد سدھر جائے گا۔ والدین اگر اپنی ذمہ داری پر شادی کروا بھی دیں تو ساری زندگی لڑکا ذمہ دار نہیں ہوتا وہ یہی سوچتا ہے کہ شادی ہونے والی ہوگئی ہے۔ گھر والوں نے کروادی ہے تو اب آگے بھی انہیں کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں میاں بیوی کی آپس کی چپقلش ساری زندگی چلتی رہتی ہے۔ ایسے گھروں میں پیدا ہونے والے بچوں کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔

ساتویں وجہ

لڑکیاں کیونکہ زیادہ پڑھ لکھ گئی ہیں۔ان کو اپنے معیار کے مطابق رشتہ نہیں ملتا ان کی شادی کی عمر گزر جاتی ہے۔اگر والدین اپنے معیار سے کم پر سمجھوتہ کر لیتے ہیں تو ایسی صورت میں کوئی چیز نام لکھوا لیتے ہیں۔پلاٹ، گھر یا سونا وغیرہ تا کہ بیٹی کو تحفظ مل جائے۔ایسی شادیاں مجبوری میں کر دی جاتی ہیں جو بعد میں سمجھوتے پر چلتی ہیں اور نا کام ہو جاتی ہیں۔

آٹھویں وجہ

لڑکیاں بھی امیر گھروں کے خواب دیکھتی ہیں۔وہ چاہتی ہے کہ کوئی ایسا شہزادہ ہو یا ڈراموں فلموں کا ہیرو ہو وہ علیحدہ گھر میں اکیلا رہتا ہو۔اس کے ماں باپ ہوں نہ بہن بھائی ہو بس اکیلا ہو جس کے پاس گاڑی، اپنا ذاتی گھر اور بہت بڑا بزنس ہو۔گھر کا کام نہ کرنا پڑے بہت سارے نوکر ہوں کوئی ذمہ داری نہ ہو یہ خواب صرف لڑکیاں ہی نہیں دیکھتی بلکہ آج کے والدین انہیں خود یہ خواب دکھاتے ہیں۔اپنے گھروں میں انہیں اتنا لاڈ دیتے ہیں کہ ان کی عادتیں خراب کر دیتے ہیں کہ وہ کوئی ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں۔اپنے گھر میں لڑکی جیسے بھی رہتی ہو سسرال وہ امیر چاہتی ہے جہاں کوئی اسے پوچھنے والا نہ ہو کوئی ذمہ داری نا ہو۔

نویں وجہ

اگر کسی لڑکے کے بہن بھائی زیادہ ہیں تو بھی لڑکی والے اس گھر میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں کریں گے وہ سمجھتے ہیں ان کی بیٹی یہاں کام کر کر کے تھک جائے گی یا پھر علیحدہ گھر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس طرح یا تو لوگ بیٹیاں گھر پر بٹھائے رکھتے ہیں یا پھر بے جوڑ شادی پر سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔

دسویں وجہ

زیادہ تر والدین اپنے مفاد، انا، مذہب، مسلک، ذات اور خاندانی روایات کی خاطر اپنی بیٹیوں کی شادیاں خاندان سے باہر نہیں کرتے۔ ایسے گھروں میں لڑکیاں چاہے پی ایچ ڈی کر لیں لیکن انہیں اپنی مرضی کا رشتہ کرنے کا حق نہیں ہوتا بلکہ ایسے خاندانوں میں تو لڑکوں کو بھی اپنی مرضی سے شادی کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ پہلے لڑکیوں کو اپنی مرضی سے تعلیم حاصل کرنے کا حق بھی نہیں حاصل ہوتا تھا لیکن اب ایسے خاندانوں میں لڑکیاں تعلیم تو حاصل کر رہی ہیں لیکن انہیں اپنی مرضی سے شادی کرنے کا حق حاصل نہیں۔ ایسے گھرانوں میں زیادہ تر بے جوڑ شادیاں ہوتی ہیں۔ یا پھر لڑکا لڑکی اپنی پسند سے خاندان کو بتائے بغیر شادی کر لیتے ہیں اور کچھ لڑکیاں گھر سے بھاگ کر شادی کر لیتی ہیں۔

گیارہویں وجہ

کچھ والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی بچے ان کی مرضی سے شادی کریں۔ ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے ان کے بھائی یا بہن کے گھر شادی کریں۔ اور باپ اپنے بہن بھائیوں کے گھر خواہش رکھتا ہے۔ اکثر والدین بچوں کی پیدائش پر اپنے بہن بھائیوں سے رشتہ طے کر دیتے ہیں۔ والدین کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ اس طرح اپنے بچوں کی شادیاں کرنے سے وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ جڑے رہیں گے۔

بارھویں وجہ

شادی کے نام پر اپنے بچوں کے اچھے رشتوں کی خاطر معاشرے میں جھوٹ، فراڈ اور دھوکہ بہت بڑھ گیا ہے۔ سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیسے اپنے معیار کا رشتہ کیسے تلاش کریں اور کن پر اعتماد کریں آخر لڑکی اور لڑکا دونوں کی زندگی کا معاملہ ہے لڑکی کے والدین کو گلہ ہے کہ لڑکے کے والدین نے اس کی صحیح تربیت نہیں کی ذمہ دار نہیں نکلا۔ اخلاق اور کردار کا کمزور ہے۔ اکثر نشے کے عادی ہوتے ہیں لیکن والدین موقع پر چھپا لیتے ہیں کہ شادی کے بعد بہتر ہو جائے گا۔ خمیازہ لڑکی کو بھگتنا پڑتا ہے اور اس کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح لڑکی میں بھی کچھ کمیاں کوتاہیاں ہوتی ہیں جو کہ موقع پر چھپائی جاتی ہیں۔

آپس کی مطابقت

شادی کے بعد میاں بیوی کی آپس کی مطابقت ایک دوسرے کی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ مطابقت والے جوڑے سے پیدا ہونے والی اولاد فرمانبردار ہوگی۔ ان کی تعلیم، ملازمت اور زندگی کے معالات پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ان کی شادی مطابقت پر ہوگی اور وہ خاندان اور معاشرے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ والدین کی آپس کی مطابقت مضبوط ہو تو خاندان اور معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن اگر شادیاں مطابقت اور رفاقت کی بجائے دکھاوے مادہ پرستی پر ہوں گی تو ان کے بچے مسائل کا شکار رہیں گے اور معاشرے میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کر سکتے۔

اپنے شریک حیات کا انتخاب کرتے وقت اپنی خواہش، ضرورت، جذبات کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم، مزاج، عادات مستقبل کے منصوبے اور خاندانی پس منظر کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں۔ کم از کم آپ کی 70 فیصد مطابقت ہونا لازمی ہے۔ خاندان میں مطابقت کا اتنا مسئلہ نہیں ہوتا۔

خاندان میں شادی

خاندان سے انتخاب کرنے کے اپنے فائدے ہیں۔ کیونکہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں۔اس لیے اگر آپس کے مسائل ہو بھی جائیں اتنا مسئلہ نہیں بنتا ایک تو رشتے میں گھر والوں کی مرضی شامل ہوتی ہے یا اس میں قریبی تعلق واسطہ شامل ہوتا ہے اس لیے گھر کے بڑے سنبھال لیتے ہیں۔ اپنے خاندان میں سے کسی کزن یا رشتہ دار کا انتخاب کر سکتے ہیں۔اس میں بہت ساری چیزیں مشترک ہوتی ہیں نباہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔اگر رشتہ زور زبردستی سے نہ ہو تو اس رشتے میں مسائل بہت کم ہوتے ہیں اگر ہوں بھی تو خاندانی سطح پر حل کر لیے جاتے ہیں۔

خاندان سے باہر شادی

اصل مسئلہ خاندان سے باہر شادی میں آتا ہے۔اپنے معیار، رخاندان اور ذات کا رشتہ ملنا بہت مشکل ہوتا ہے۔والدین رشتہ دیکھ دیکھ کر تھک جاتے ہیں۔لڑکی ہر بار تیار ہو کر دل برداشتہ ہو جاتی ہے۔دعوتیں، کھانے، پیسہ اور وقت کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔والدین علیحدہ پریشان ہوتے ہیں۔اگر رشتہ مل بھی جائے تو اس بات کی تسلی نہیں ہوتی کہ لوگ کیسے ہوں گے۔شادی کے بعد جتنے بھی مسائل ہوتے ہیں اگر انہیں رشتہ طے کرنے سے پہلے مدنظر رکھ کیا جائے تو اتنے برے حالات نہیں ہوں گے کہ بات علیحدگی تک پہنچ جائے۔

انتخاب

حصہ دوم

شریک حیات کا انتخاب

شریک حیات کا انتخاب زندگی کے اہم فیصلوں میں سے ہے۔ اچھا شریک حیات جنت کی بہترین نعمتوں میں سے ہے۔ یہ آپ کا خالصتاً ذاتی فیصلہ ہے اور آپ نے ہی نبھانا ہے۔ وقت اور حالات جتنے بھی بدل جائیں ہمارے معاشرے میں بیوی اور ماں کا ایک خاص کردار اور ذمہ داری ہے جس نے آگے چل کر نسل کی تربیت کرنی ہے۔ ایک اچھی بیوی ہی اچھی ماں بن سکتی ہے۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ میں اپنے بچے کی تربیت کیسے کروں؟ میری رہنمائی فرمائیں۔

بزرگ نے پوچھا بچے کی عمر کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ 6 ماہ بزرگ جواب سن کر خاموش ہو گئے! تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ بچے کی تربیت کا وقت گزر گیا ہے۔ وہ شخص بہت حیران ہوا۔ اس نے پوچھا ابھی تو بچے کی عمر صرف 6 ماہ ہے تو تربیت کا وقت کیسے گزر گیا؟ بزرگ نے جواب دیا بچے کی تربیت اس وقت شروع ہو جاتی ہے جب اس کی ماں کا انتخاب ہوتا ہے۔ شریک حیات کا انتخاب اتنا آسان کام نہیں ہے۔ شریک حیات کی خصوصیات کے بارے میں غور فکر کرنے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ زندگی کا اہم اور مشکل فیصلہ ہے۔ اپنی زندگی کا اہم فیصلہ کرتے وقت اپنے والدین اور بزرگوں کی رائے اور مشورے کو ترجیح دیں۔

والدین کی ذمہ داری

جب اولاد شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں شادی، نکاح، خاندان نئے رشتوں کی پہچان اس کی اہمیت کے بارے میں بتانا ہر والدین کی ذمہ داری ہے۔ اچھا نام رکھنا، اچھی تربیت کرنا، شادی کے لیے ان کی ذہن سازی کرنا اور ان کے مزاج اور پسند کے مطابق اچھا رشتہ تلاش کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ بچے کی باقاعدہ کم از کم شادی سے ایک سال پہلے سے ذہن سازی ضرور کریں تاکہ وہ نکاح اور خاندان کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ سکے اور اس دینی عمل کو ذہنی اور شعوری طور پر سمجھے اور قبول کر سکے۔ بچوں کو اپنا دوست بنائیں اور ان کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی پیدا کریں تاکہ وہ کھل کر اپنی پسند کا اظہار کر سکیں یا پھر آپ کے کیے گئے فیصلے کو ذہنی طور پر قبول کر سکیں۔ والدین کے گھر رہتے ہوئے بچوں کی شخصیت کھل کر سامنے نہیں آتی بہت ساری عادات عملی زندگی شروع ہونے کے بعد کھلتی ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں تاکہ آپ ان کی ذات کو سمجھ سکیں اور ان کے مزاج اور معیار کے مطابق رشتہ تلاش کر سکیں۔ ایک بات بہت اہم عرض کرنا چاہتی ہوں کہ والدین استاد یا عمر میں بڑے ہمیشہ قابل احترام ہوتے ہیں۔ ان سے جتنا بھی بے تکلف ہو جائیں رشتے کی حد ضرور رہنی چاہیے تاکہ احترام قائم رہ سکے۔

خواب نہیں حقیقت

اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے کہ نیک مرد نیک عورتوں کے لیے اور نیک عورتیں نیک مردوں کے لیے ہیں۔

شریک احیات منتخاب کرتے وقت جوش کی بجائے ہوش میں رہتے ہوئے فیصلہ کریں۔ مادی اور دنیا داری کی بجائے نیک سیرت اور اچھے کردار کو اپنا معیار بنائیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ بیوی دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو اور ہر چیز اور ہنر میں کمال رکھتی ہو یا خواتین یہ سوچتی ہیں ہونے والا شوہر بہت بہادر عقل مند، امیر اور اکیلا ہو فلمی ہیرو جیسا ہو یہ سب حقیقت نہیں۔ اس لیے خواب دیکھنے کی بجائے حقیقت میں رہ کر اور اپنی ضرورت اور معیار کے مطابق فیصلہ کریں۔ فلموں ڈراموں اور سوشل میڈیا نے نوجوان نسل کے ذہن میں شریک حیات کا آئیڈیل بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے ان کے لیے اس معیار سے ہٹ کر قبول کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو وہ اپنی غیر حقیقی توقعات پر پچھتاتے ہیں۔

شریک حیات کے انتخاب سے پہلے آپ کو اپنے بارے جاننا بہت ضروری ہے۔

••❑••

ذاتی شعور اور آگہی

ہم سفر کا انتخاب کرنے سے پہلے ذاتی شعور اور آگاہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک آپ اپنے بارے میں مکمل طور پر خود آگاہی حاصل نہیں کریں گے تو آپ کسی دوسرے کو سمجھ نہیں سکتے۔ چند اہم نکات ہیں جن کا جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے۔

1۔ ذات کی آگاہی

اپنی ذات کی آگاہی میں سب سے پہلے آپ کو اپنی شناخت، پہچان، موڈ مزاج، رویہ، سوچ اور معیار کو سمجھیں۔ کس حد تک آپ نرم، خوش مزاج یا سنجیدہ طبیعت کے مالک ہیں۔ کس حد تک مذاق برداشت کر سکتے ہیں؟ کس حد تک خود پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔ دوسرے کو اپنے ساتھ کس حد تک برداشت کر سکتے ہیں۔ اپنی چیزیں یا اپنا کمرہ دوسروں کے ساتھ بانٹ سکتے ہیں؟ اور کون سی خوبیاں اور خامیاں ہیں جس پر آپ کس حد تک سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔

آپ ذاتی طور پر اتنی بڑی ذمہ داری کو ذہنی طور پر قبول کرنے کو تیار ہیں؟ یہ ساری باتوں کے لیے آپ نے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنا ہے۔ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے آپ مدد لے سکتے ہیں۔

2۔ذاتی ترجیحات

ایک بہت ہی اہم مرکزی اور بنیادی نقطہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔ کہ آپ کی شریک حیات میں کون سی صفات ہونی چاہیے۔یعنی وہ بہت بڑھی لکھی ہو، جاب کرنے والی ہو، گھریلو ہو، ساتھ دینے والی ہو، ماڈرن ہو، کچھ مرد خود ملازمت کرتے ہیں لیکن بیوی پڑھی لکھی لیتے ہیں۔ لیکن ان کو بیوی کا ملازمت کرنا پسند نہیں اسی طرح کچھ مرد چاہتے ہیں کہ ان کی بیوی بھی ان کے ساتھ ملازمت کرنے والی ہوتا کہ دونوں گھر کا خرچہ چلا سکیں اور وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف گھریلو لڑکی پسند کرتے جو کہ صرف گھر کو سنبھال کے رکھے اور گھر کے کام کاج کرے۔ باشعور اور سلیقہ مند ہو۔اپنی ترجیحات کو ترتیب دیں کہ آپ کو کیسا ہم سفر چاہیے۔

اسی طرح لڑکی کو بھی اپنی ذہن سازی کرنی چاہیے کہ وہ کیسا ساتھی چاہتی ہے۔ اگر وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے، ملازمت یا زندگی میں آگے کچھ کرنا چاہتی ہے تو اس حساب سے اپنا ساتھی تلاش کریں پہلے سے کھل کر بتائیں تاکہ ساری باتیں پہلے سے طے ہو جائیں۔ سسرال کی اہمیت کو سمجھے کہ اس کی ذمہ داری والی زندگی شروع ہونے جارہی ہے۔ وہاں بیٹی کی حیثیت سے نہیں بلکہ بیوی اور بہو کی حیثیت سے جارہی ہے۔ وہاں بہو اور بیوی کی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ وہاں کا ماحول پہلے سے سمجھ لیں پھر ان کے مطابق چلیں۔ جب آپ کسی کے گھر جاتے ہیں تو آپ کو ان کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔اپنی مرضی نہیں چلتی نہ ہی چلانی چاہیے۔

3۔خاندان

جس طرح اپنی ذات کو جاننا بہت ضروری ہے اسی طرح اپنے خاندان کو جاننا سمجھنا اور پہچانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ شادی صرف لڑکا لڑکی نہیں ہوتی بلکہ دو خاندانوں کی ہوتی ہے۔ خاندان کی روایات، رسم و رواج، اور ترجیحات کیا ہیں؟ یہ چیزیں بھی آپ کی تربیت کا حصہ ہوتی ہیں اور ہمیں معاشرتی طور پر انہی میں رہ کر زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ اپنے خاندان کا بغور جائزہ لیں اور اس میں دیکھیں کہ آپ کے خاندان میں کس طرح کی لڑکی ایڈجسٹ ہوسکتی ہے۔

4۔ماحول

اپنے خاندان اور اپنے گھر کے ماحول کا جائزہ لینا بھی ایک بہت بنیادی نقطہ ہے کیونکہ بعض اوقات لوگ بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں لیکن وہ بہت زیادہ مذہبی نہیں ہوتے اور بعض اوقات لوگ بہت زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے لیکن وہ بہت زیادہ مذہبی ہوتے ہیں۔ اسی طرح بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں لیکن وہ بہت زیادہ تنگ نظر ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بہت زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ لیکن وہ ایک وسیع سوچ رکھتے ہیں۔ جیسے لوگ لڑکی کا ملازمت کرنا، کاروبار کرنا، بازار جانا،، پردہ کرنا یا اپنی ذات کے لیے کچھ چیزیں لینا وغیرہ یہ خاندان کے ماحول پر منحصر ہوتا ہے۔ اسی طرح لڑکا ماڈرن لڑکی کو پسند کرتا ہے لیکن ان کے گھر کا ماحول ایسا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کی آپس میں بن نہیں پاتی اپنا ذاتی فیصلہ کرتے وقت ان باتوں کو مدنظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

5۔ مسلک

مسلک ایک ذاتی مسئلہ ہے۔ جس کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن شریک حیات کے انتخاب میں اس کو لازمی مدنظر رکھنا چاہیے۔ اگر آپ کسی دوسرے مسلک میں انتخاب کر رہے ہیں تو آپ یہ پہلے سے طے کر لیں کہ اگر کسی دوسرے مسلک کو قبول کر لیا ہے تو اس کو کس طرح سے اپنایا جائے گا۔ میاں بیوی اپنا اپنا مسلک اپنائیں گے یا بیوی خاوند کے مسلک کو اپنائے گی۔ اور پھر آگے چل کے بچے کس کے مسلک کو اپنائیں گے۔ ہمارے معاشرے میں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ انتخاب سے پہلے ذہنی طور پر اپنا رویہ مثبت اور لچکدار رکھیں۔

6۔ صنفی مساوات

شریک حیات کے انتخاب سے پہلے آپ کو صنفی مساوات کو سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ جب تک ہم اس بنیادی تصور کو نہیں سمجھیں گے ہم شریک حیات کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی پیدا نہیں کر سکتے۔

صنفی مساوات کا بنیادی تصور یہ ہے کہ جنس کے اعتبار سے سب انسان برابر ہیں اور انسان ہونے کے ناطے ہم سب کے حقوق برابر ہیں۔ لیکن جب ہم رشتوں میں آجاتے ہیں تو ایک کے حقوق دوسرے کے فرائض بن جاتے ہیں۔ ہر رشتے کی کچھ حدود ہوتی ہیں جن کا خیال رکھنا دونوں کا فرض ہے۔ میاں بیوی کے بحیثیت انسان حقوق برابر ہیں لیکن رشتے کے حوالے سے فرائض اور ذمہ داریاں مختلف ہیں۔ آپ جیسے بھی شریک حیات کا انتخاب کریں اس کو پہلے بحیثیت انسان قبول کریں اس کے حقوق کا خیال رکھیں۔ آپ جب ایک دوسرے کو بحیثیت انسان قبول کریں گے اور اس کے حقوق اور عزت کو تسلیم کریں گے اس کے بعد ہی ایک اچھا شوہر اور ایک اچھی بیوی بن سکتے ہیں۔ انسانوں کے صرف حقوق ہوتے ہیں فرائض رشتوں کے ہوتے ہیں جس کے بدلے میں حقوق ملتے ہیں۔

ابتدائی منصوبہ بندی

ابتدائی تیاری کے لیے شریک حیات کے انتخاب کو تین مرحلوں میں ترتیب کیا گیا ہے تاکہ مرحلہ وار عمل پیرا ہو کر زندگی کے اہم ترین فیصلے کو سوچ سمجھ کر کیا جائے۔

پہلا مرحلہ

خود کو وقت دیں۔ والدین اپنے بچے کے ساتھ روبرو چار سے چھ بار ملاقات کریں ان کو شادی کی اہمیت اور مقصد کے بارے میں بتائیں اور ان سے پوچھیں کہ کیا وہ شادی کے لیے ذہنی طور پر تیار ہیں اور ان کی پسند کے بارے میں پوچھیں۔ اپنے بچے کی ذہن سازی کریں اور انھیں خود کو سمجھنے کا موقع دیں۔

دوسرا مرحلہ

خود کو وقت دیں، اپنی ضرورت اور مقاصد کو ترتیب دیں اور مستقبل کی منصوبہ بندی کریں۔

تیسرا مرحلہ

اپنی سوچ ضرورت اور خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے رشتہ تلاش کریں۔ آپ یقیناً ایک اچھا اور بہتر انتخاب کریں گے۔ اس میں برادری خاندان روایات، مسلک سب ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

لڑکی کیسے پرپوز کرے

مذہب قانون اور معاشرہ لڑکی کو حق دیتا ہے اور صنفی مساوات کا تقاضا بھی یہی ہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاک ﷺ کو خود رشتے کا پیغام بھیجا تھا۔اس لیے مرد ہو یا عورت اپنی پسند کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ ان کا حق ہے۔لیکن اسلام میں پسند کی شادی کرنے کا اظہار کرنے کی اجازت ہے۔اگر مرد اور عورت ساتھ پڑھتے ہیں یا ملازمت کرتے ہیں۔خاندان میں یا کسی کو پسند ید کرتے ہیں بشرطیکہ کہ نیت شادی کی ہو تو انہیں چاہئے کہ اپنی پسندیدگی کا اظہار کرے اور رشتہ بھجوائے۔کسی کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لیے پسند کرنا اور رشتہ بھجوانا عزت اور احترام دینے کے مترادف ہے۔اس میں مرد عورت دونوں کو حق حاصل ہے۔ پرپوز کرتے وقت آپ نہ صرف اپنے خاندان، علاقے،ثقافت، روایات اور ارد گرد کے ماحول کا خیال رکھیں۔جسے پرپوز کرنا ہے اس کے خاندانی پس منظر اور روایات کا بھی ضرور خیال رکھیں کہ آپ کہ اس عمل کی وجہ سے اس پر یا آپ پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔آپ اکیلے نہیں ہیں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کا خاندان، معاشرہ اور ارد گرد کا ماحول بہت اثر انداز ہوتا ہے۔بہت سوچ سمجھ کر اتنا بڑا اقدم اٹھانا چاہیے۔ہمارے معاشرے میں عورت کا پرپوز کرنا معاشرے میں زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

سب سے پہلے آپ کو خیال رکھنا چاہیے کہ جو آپ انتخاب کرنے جارہی ہیں اس کا آپ پر یا آگے خاندان پر کیا اثر ہوگا؟ کیا وہ اس فیصلے میں آپ کا ساتھ دیں گے؟ یا صرف آپ کا اکیلے کا فیصلہ ہے۔شادی پسند کی ہو یا ارینج ہمارے معاشرے میں دو خاندانوں کی شادی ہوتی ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں خاندانی نظام رائج ہے ہم اس سے باہر نکل کر فیصلہ نہیں کر سکتے خاندان ہماری پہچان اور شناخت ہے اور اس کی اہمیت کو آپ جھٹلا نہیں سکتے۔آپ دنیا میں کہیں بھی جائیں آپ اپنے خاندان سے پہچانے جاتے

ہیں۔اس لیے کوئی بھی ایسا فیصلہ کرنے سے پہلے سوچیں کہ اس فیصلہ کے بعد آپ کے خاندان اوراردگرد کے ماحول کا آپ پر کیا اثر ہوگا۔یہ جذباتی فیصلہ نہیں عمر کا فیصلہ ہے۔اس کے نتائج کیا برآمد ہوں گے۔نتائج کے دونوں صورتوں میں آپ کا ردعمل کیا ہوگا یہ سارا سوچنا بہت ضروری ہے۔

- پرپوز کرنے سے پہلے خود کو وقت دیں جلد بازی نہ کریں۔
- یہ آپ کا خالصتاً ذاتی فیصلہ ہونا چاہیے۔
- یہ جذباتی یا وقتی فیصلہ نہیں ہونا چاہیے۔
- کسی کے کہنے یا کسی کے دباؤ میں آکر اتنا بڑا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔
- پرپوز کرنے سے پہلے دوسرے کے خاندان سوچ،خیالات کے بارے میں پتہ ہو چاہئے۔
- جس کو پرپوز کرنا ہو اس کے ردعمل کے لیے آپ کو ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے۔
- پہلے اپنے کسی دوست سے مشورہ کریں
- کسی بھی بڑے سے مشورہ ضرور کریں تا کہ وہ آپ کو عمر اور تجربے کے لحاظ سے رہنمائی فراہم کرے۔
- پہلے پیغام کے ذریعے اپنی پسندیدگی کا اظہار کریں۔لڑکی کا پیغام بھجوانا مناسب ہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی نبی پاکﷺ کو نکاح کا پیغام بھجوانے میں پہل کی تھی۔لڑکی کا براہ راست خود اظہار مناسب نہیں۔
- اپنے گھر والوں میں سے کسی ایک کو اعتماد میں لیں۔باقی اللہ پر چھوڑ دیں۔
- لوگوں پر اعتماد سوچ سمجھ کر کریں اچھا مشورہ کوئی دوسرا بھی دے سکتا ہے اور نقصان اپنا بھی دے سکتا ہے۔
- بہت زیادہ لوگوں کو شامل نہ کریں اس سے بات پھیل جاتی ہے۔

◆◆□◆◆

لڑکا کیسے پرپوز کرے

دین نے مرد اور عورت دونوں کو خودمختار اور شادی کی پسند کا اظہار کرنے کا حق دیا ہے۔ لیکن خاندانی اور معاشرتی روایات کی وجہ سے عورت پہل نہیں کرتی۔ لڑکے کو اللہ نے محافظ ذمہ دار بنایا ہے اور گھر کا سربراہ ہونے کے ناطے وہ پسند کا اظہار اور انتخاب اپنی مرضی سے کرسکتا ہے۔ لیکن اسے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھنا ہوگا جس سے کسی لڑکی یا اس کے خاندان پر کوئی حرف نہ آئے۔ جو بھی فیصلہ لے اس پر ثابت قدم رہے۔ کسی کی بیٹی کا مزاق نہ بنائے اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ لمبے عرصے کے لیے لٹکائے رکھے۔ اسے صرف پرپوز نہیں کرنا بلکہ اسے پورا پیکیج بتائے کہ وہ اس کے لیے کیا سوچتا ہے اور اس کا ارادہ کیا ہے۔ اور جسے پرپوز کرنا ہے اس کے بارے میں اتنا خیال رکھے کہ اس عمل سے اس پر یا اس کے خاندان پر کوئی حرف نہ آئے۔ بڑے بزرگ کہا کرتے تھے وہ عورت بہت خوش قسمت ہوتی ہے جسے مرد خود پسند کرے۔

لڑکی نے صرف اپنی پسند کا اظہار کرنا ہوتا ہے اس کے بعد مرد کا ساتھ دینا ہوتا ہے۔ لیکن لڑکے کی دونوں طرف سے ذمہ دادی بن جاتی ہے کہ وہ اس فیصلے کو تکمیل تک پہنچائے۔ اور جو بھی فیصلہ کرے اپنی ذمہ داری پر کرے۔ ایک بار جب لڑکا فیصلہ کرلے تو پھر اپنے فیصلے پر ثابت قدم رہے یہی مرد کی خوبصورتی ہے۔ لڑکے کو پرپوز کرنے کے لیے کوئی خاص شرائط کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن پرپوز کرنے کے لیے وقت، جگہ اور طریقہ مناسب ہو۔ ان کی بھی بہت ساری خاندانی اور معاشرتی مجبوریاں ہوتی ہیں۔

- ...... نوکری لگ جائے
- ...... بہن کی شادی ہوجائے
- ...... مجھ سے پہلے میرے بہن بھائیوں کا نمبر ہے
- ...... شادی سے پہلے گھر کے اوپر کا پورشن بن جائے

- ...... والدین نہیں مان رہے
- ...... اپنا گھر بن جائے
- ...... والدین کہیں اور زبردستی شادی کروا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ

یاد رکھیں مرد کی کوئی زبردستی شادی نہیں کرواسکتا اگر لڑکا کسی لڑکی سے شادی کا وعدہ کر کے والدین کے کہنے پر کسی اور سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا ہے تو سمجھ لیں وہ اس لڑکی کے ساتھ مخلص ہی نہیں تھا۔ وہ صرف وقت گزاری تھی۔

کیونکہ ہر لڑکے کو اپنے والدین، ماحول اور روایت کا پتہ ہوتا ہے۔ اس کو پہلے سے پتہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے خلاف کس حد تک جا سکتا ہے اور کس حد تک والدین اس کی خواہش اور پسند کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

یہ ہمارے معاشرے کے مردوں کی وہ تمام مجبوریاں ہیں جس کی وجہ سے مرد کسی کی بیٹی کو اپنے ساتھ لٹکائے رکھتے ہیں۔ کچھ مرد اس لیے شادی نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں کی شادی نہیں ہوئی اور اسی انتظار میں دوسروں کی بہن بیٹی کو آس لگائے رکھتے ہیں۔ جب تک آپ کی بہن کی شادی نہیں ہو رہی تو جو آپ کے انتظار میں بیٹھی ہے آپ اس کو عزت دیں۔ جو آپ کے بس میں ہے وہ تو کریں ہوسکتا ہے کہ آپ کے اس عمل سے اللہ آپ کی بہن کا مقدر اچھا کر دے۔ یہی نیت کر کے آپ دوسرے کی بہن بیٹی کو عزت دیں اللہ گھر بیٹھی آپ کی بہن بیٹی کو عزت دے گا۔ اس دنیا میں اللہ نے کچھ ایسا نظام بنایا ہے کہ جب تک آپ کسی دوسرے کا بھلا نہیں کرو گے آپ اپنے لیے بھلے کی امید کیسے کر سکتے ہو۔ جو آپ کا رب ہے وہی ان کا بھی رب ہے۔ اگر آپ بہنوں کے ساتھ مخلص ہیں تو پھر ان کے ساتھ مخلصی نبھائیں اور اپنے جذبات پر کنٹرول رکھیں کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ مراسم نہ بڑھائیں۔ بہنوں کے ساتھ مخلصی اس صورت میں ہے کہ آپ اپنے جذبات کی قربانی دیں اور دوسروں کی بہن بیٹی کو عزت دیں۔ ایک طرف بہن سے محبت نبھا رہے ہیں اور دوسری

طرف کسی اور کی بہن بیٹی کے ساتھ محبت اور شادی کے دعوے کر رہے ہیں تو یہ منافقت، دھوکہ یا وقت گزاری تو ہو سکتی ہے محبت نہیں کیونکہ محبت قربانی مانگتی ہے۔ یا پھر اتنے دلیر بنیں اور اپنا فیصلہ کر لیں۔ کیونکہ شادی تو سادگی سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اس کے لیے آپ کا بالغ، باشعور اور ذمہ دار ہونا کافی ہے۔ جب بہن کا رشتہ آئے گا تو اس کی بھی ہو جائے گی۔ جب ہم نے اپنے مرضی کا کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو بھی بھول جاتے ہیں اور جہاں ہم نے کام کو لٹکانا ہو یا ہماری مرضی نہ ہو تو ہم مجبوریاں اور بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

شادی سے پہلے اور بعد کی محبت

محبت ایک فطری احساس ہے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ ایک اندرونی اور جذباتی احساس ہے۔ البتہ اس کا اظہار مختلف طرز عمل اور الفاظ سے کیا جا سکتا ہے جس میں دوسرے سے دلچسپی کا اظہار ہو چاہے وہ انسان، پھول، جانور، گاڑی یا گھر ہو۔ محبت دو طرح کی ہوتی ہے۔

عارضی محبت

یہ وقتی ہوتی ہے جو کہ وقت کے ساتھ یا خواہش کے پورا ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایک سپورٹس کار چلانا ہے جب کوئی انسان اپنی پسند کی گاڑی حاصل کر کے چلاتا ہے اور کچھ عرصے بعد اس کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے اس کا دل بھر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی پسند کا کھانا کھاتا ہے پیٹ بھرنے کے بعد اس کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد وہ اس کا ذائقہ محسوس نہیں کر پاتا۔ یہ عارضی قسم کی محبتیں ہیں جن کی بنیاد خواہش اور عارضی مفاد پر ہوتی ہے۔

مستقل محبت

یہ مستقل محبت ہوتی ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جیسے انسانوں کی اللہ تعالیٰ سے فطری محبت۔ والدین کی اولاد سے محبت، ایسی مستقل محبت کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

یہی بات نوجوان مردوں اور عورتوں پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ ان کی آپس کی محبت عارضی یا مستقل ہو سکتی ہے۔ عارضی محبت شدید احساسات اور جذبات پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ عام طور پر جوانی میں ہو جاتی ہے۔ اسی کی بنیاد پر تصوراتی اور خیالی کہانیاں بنائی جاتی ہیں جو کہ زیادہ تر حقیقت سے دور ہوتی ہیں۔ لیکن عمر گزرنے کے بعد جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ سچی اور مستقل محبت شادی کے بعد ہوتی ہے۔ یہ محبت وقت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو اچھی طرح جاننے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس زندگی اور آخرت کی زندگی میں اپنے مقاصد کو پورا کرنے میں ایک دوسرے کی سچی محبت ناممکن کام کو ممکن بنا دیتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ نوجوان نسل عارضی محبت پر قابو پالے اور کسی ایسے ساتھی کو تلاش کرے جو ان کی مستقل اور مستحکم محبت ہو۔

◆◆❑◆◆

رشتہ کے انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں

عمر

بنیادی طور پر لڑکا اور لڑکی جب و بالغ ہو جاتے ہیں تو شادی کے قابل ہو جاتے ہیں لیکن وقت اور زمانے کے اعتبار سے ان کے اندر اتنا شعور اور تجربہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے لیے بہتر اور مناسب شریک حیات انتخاب کر سکیں اور شادی جیسی ذمہ داری کو نبھا سکیں۔ اس لیے موجودہ دور میں تعلیمی اور معاشرتی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کے لیے لڑکی کی عمر 20 سے 25 سال کے درمیان اور لڑکے کی عمر 25 سے 30 سال تک کے درمیان ہونی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ شادی کے وقت عورت کی عمر مرد سے پانچ تا 10 سال چھوٹی ہو زیادہ نہ سہی کم از کم لڑکے کو چند سال ضرور بڑا ہونا چاہیے۔

تعلیم

شادی کے وقت لڑکی کی تعلیم لڑکے سے کم یا اس کے برابر ہونی چاہیے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ خاوند کو کیونکہ محافظ ذمہ دار اور قوام بنایا گیا ہے۔ اس کے لیے عمر اور تعلیم کا یہ تناسب بہت ضروری ہے۔

مطابقت

انتخاب میں سب سے اہم اور بنیادی چیز مطابقت ہے۔ جو کہ میاں بیوی کے مضبوط تعلق کی بنیاد بنتا ہے۔ میاں بیوی کے رشتے میں میں70 سے 80 فیصد مطابقت لازمی ہے۔ آپ باقی معاملات میں سمجھوتہ کر سکتے ہیں لیکن مطابقت پر سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے شادی کو فرض نہیں کیا گیا اور نا ہی زبردستی رشتہ نہیں جوڑا جا سکتا ہے۔ مطابقت میں وہ تمام باتیں شامل ہیں جس سے نہ صرف میاں بیوی کے مضبوط تعلق کی بنیاد بنتی ہے بلکہ اولاد کی تربیت پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔

جب دو لوگوں کی آپس میں مطابقت ہوتی ہے تو ایک خوشحال جوڑا بنتا ہے اور گھر میں خوش حالی آتی ہے۔ نکاح اسی جوڑے کو غنی کرتا ہے جن کی آپس میں مطابقت ہوگی۔ یہ ایک کرنٹ کی مانند ہے۔ اگر دو سرکٹ آپس میں ٹھیک جڑیں گے تو ہی کرنٹ آئے گا اور روشنی ہوگی اور یہ مطابقت کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ نے اکثر معاشرے میں دیکھا ہوگا نکاح کے بعد خشحالی آ جاتی ہے اور ان کی قسمت بدل جاتی ہے۔ اگر مطابقت کا رشتہ نہ ہو تو ایک امیر بندہ بھی زیرہ ہو جاتا ہے تنگدستی اور بدحالی آ جاتی ہے۔ ہر انسان کی ایک فریکوئنسی ہوتی ہے۔ جب وہ صحیح معنوں میں جڑتی ہے تو ہی مطابقت کا جوڑا بنتا ہے۔ شادی اپنی پسند کی ہو یا خاندان والوں کی صرف وہی جوڑا غنی ہوگا جو مطابقت اور موافقت کے مطابق جوڑا گیا ہوگا۔

مالی حیثیت

زوج کے انتخاب میں مالی حیثیت بھی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ نہ تو بہت غریب سے اور نہ ہی بہت امیر سے رشتہ جوڑیں بلکہ اپنے ہم پلہ اپنے برابر یا پھر اپنے سے تھوڑا سا ایک کم حیثیت 19،20 کے فرق میں رشتہ کیا جا سکتا ہے۔ دین میں اس کے بارے میں کفو کا حکم دیا گیا ہے یعنی لڑکا لڑکی ہر لحاظ سے برابر ہوں یا لڑکا اپنے سے ایک درجہ کم اور لڑکی اپنے سے ایک درجہ زیادہ کو ترجیح دے۔ اس میں عمر، تعلیم، اور قابلیت شامل ہے ۔اسی طرح مالی حیثیت کے بارے میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے کیونکہ بہت غریب لڑکی امیر لڑکے گھر میں سمجھوتہ نہیں کر سکتی اور بہت امیر لڑکا بھی غریب گھرانے میں سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔

خاندانی پس منظر مذہبی عقائد

خاندانی پس منظر اور مذہبی عقائد میں ذات برادری، اور مسلک شامل ہیں۔ ویسے تو اپنی ذات برادری، مسلک اور اپنے ہم پلہ میں رشتہ کرنے کو ترجیح دینی چاہیے۔ لیکن اگر موجودہ دور میں رشتوں کے مسائل یا کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی ذات برادری اور مسلک سے باہر رشتہ کرنا پڑ جائے تو اس تبدیلی کی وجہ سے آنے والے چیلنجز کے لیے خود کو ذہنی طور پر پہلے سے تیار کرنا ہوگا۔

خاندانی ترجیحات

رشتہ طے کرتے وقت اس بات پر بھی ضرور نظر ثانی کرنی چاہئے کہ مشترکہ خاندان میں یا اکیلے رہنا ہے۔ کیونکہ مہنگائی کے اس دور میں بہت سے لوگ اکیلے گھر لے کے نہیں رکھ سکتے۔ لیکن آجکل کی لڑکیاں علیحدہ رہنے کو ترجیح دیتی ہیں۔

خاندانی روایات

ہر علاقے اور خاندان کی اپنی بنیادی روایات اور رسم و رواج ہوتے ہیں جو کہ ان کی پہچان ہوتے ہیں۔ رشتہ کرتے وقت اس خاندان کی روایات اور رسم و رواج کو مدنظر رکھیں۔

لڑکا اور لڑکی کی ذاتی پسند

دنیا کے تمام مذاہب اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ شریک حیات کے انتخاب میں لڑکا اور لڑکی کی پسند ضرور شامل ہونی چاہیئے یہی پسند شادی کے بعد محبت میں بدل جاتی ہے جو کہ میاں بیوی کے رشتے کی مضبوط بنیاد، اولاد کی اعلی تربیت خوشحالی اور مضبوط خاندان کی ضمانت بنتی ہے۔

دوسری شادی

اگر آپ کی کسی بھی وجہ سے پہلی شادی ناکام ہوگئی ہے یا کسی اور وجہ سے دوسری شادی کرنی ہے تو بہت سمجھ سوچ اور دیکھ بھال کر اپنا انتخاب کریں۔ کیونکہ پہلی شادی میں غلطی گنجائش ہوتی ہے اس کے بعد نہیں ہوتی۔ پھر آپ خود اپنے ذمہ دار ہوتے ہیں۔اس کے بعد آپ کو اپنی سمجھ آ جاتی ہے۔اس لیے دوسری شادی کے انتخاب سے پہلے اپنا جائزہ لیں اور خواب کی بجائے حقیقت میں رہتے ہوئے عمر اور ضرورت کے مطابق اپنے معیار ترتیب دیں۔

رشتہ دیکھنے کے ذرائع

رشتے کے انتخاب کے عمل میں مذہبی، ثقافتی، روایتی اور جدید طریقے شامل ہیں۔اگرچہ خاندانوں میں ترجیحات اور زاویہ نظر مختلف ہو سکتے ہیں۔

خاندان عزیز و اقارب

سب سے پہلے اپنے خاندان اور اپنے قریبی احباب میں رشتہ تلاش کریں کیونکہ یہ قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ان کے مذہب، مسلک، کلچر اور روایات ایک جیسی ہوتی ہیں لہذا رشتہ کی تلاش پہلے اپنے خاندان اور قریبی احباب میں کریں۔

آن لائن رشتہ سروسز

وقت کے بدلتے ہوئے حالات اور ماحول کے مطابق پیشہ ور میچ میکنگ سروس رشتے کی آن لائن ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے اپنا مطلوبہ رشتہ تلاش کرتے ہیں۔یہ ذرائع مطلوبہ افراد کو تلاش کرنے اور ان کو آپس میں ملوانے کے مواقع فراہم کرتے ہیں اور ان سروسز کے عوض اپنا معاوضہ یا فیس وصول کرتے ہیں۔اگر آپ اس ذرائع سے رشتہ تلاش کر رہے ہیں تو کوشش کریں رشتہ طے کرنے سے پہلے اچھی طرح دونوں خاندان ایک دوسرے کو سمجھ لیں اور وقت لے کر فیصلہ کریں۔لوگ پروفائل میں بہت بڑھا چڑھا کر لکھتے ہیں۔فلٹر کے ذریعے بنی تصاویر دکھاتے ہیں جس سے ان کی اصلیت نظر نہیں آتی ۔کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو رشتہ کے لیے گھر، زیور، گاڑی، وغیرہ کرائے پر لے لیتے ہیں بہت دکھاوا کرتے ہیں۔بعض اوقات لڑکے کی تعلیم اور ملازمت کے بارے میں جھوٹ بولا جاتا ہے جس سے لوگ متاثر ہو جاتے ہیں ان کی اصلیت دیکھ نہیں پاتے اور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ایسا صرف لڑکی والوں کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ لڑکے والوں کے ساتھ بھی ہو جاتا ہے۔لہذا رشتہ کرنے میں جلدی نہ کریں مکمل چھان بین کریں۔لڑکے کی جو بھی تعلیم اور ملازمت بتائی جائے اس کی تحقیق ضرور کریں۔

میچ میکنگ سروس

آج کے دور میں شادی دفاتر ہر شہر، گلی، محلے میں کھلے ہوئے ہیں جو گھر بیٹھے آپ کے پسندیدہ اور مطلوبہ رشتہ نہ صرف پاکستان بلکہ پاکستان سے باہر بھی آپ کے معیار کے مطابق رشتے دکھاتے ہیں اور منہ مانگی قیمت وصول کرتے ہیں۔ تاہم رشتے کا معیار اور اس کی چھان بین آپ نے خود کرنی ہوتی ہے جو کہ ایک ضروری عمل ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی بہت زیادہ فراڈ ہو رہا ہے۔ میچ میکنگ والے بھی اپنے کمیشن کی خاطر اکثر جھوٹ بولتے ہیں ۔لہذا اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں۔ رشتہ کسی بھی ذرائع سے کریں۔ رشتہ ڈھونڈنے کی ذمہ داری سونپنے سے پہلے ان کی اچھی طرح چھان بین ضرور کریں۔ مکمل تحقیق اور چھان بین کے بعد ان کو رشتہ ڈھونڈنے کی ذمہ داری سونپیں۔ جلد بازی نہ کریں۔

رشتے کروانے والی آنٹی

ہر محلے میں ایک رشتے کروانے والی آنٹی ہوتی ہے۔ جس کو پورے محلے کا پتہ ہوتا ہے کہ کس کے کتنے بچے ہیں، کس کی بیٹی جوان ہوگئی ہے۔ کس گھر کے لڑکے کی تعلیم پوری ہو گئی ہے کس کے لیے کب رشتہ تلاش کرنا ہے۔ کس کے لیے کونسا رشتہ بہتر رہے گا کس کی بیٹی کی طلاق ہوگئی ہے کس کی بیٹی ناراض ہو کر گھر واپس آئی ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب آنٹی کو پتہ ہوتا ہے۔ پورے محلے کی خبر رکھتی ہیں اور رکھنی بھی چاہیے ان کا کام ہی ایسا ہے اسی لیئے تو لوگ ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے لائے ہوئے رشتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ باقی سب رشتہ کروانے والے ابھی چند سالوں میں آئے ہیں۔ پہلے تو لوگ انہیں کے ذریعے رشتہ ڈھونڈتے تھے جو کہ قابل بھروسہ ہوتے تھے اور وہی رشتے پائیدار اور مضبوط ہوتے تھے۔ آج کل تو زیادہ تر جھوٹ اور فراڈ پر مبنی رشتے ہوتے ہیں معاشرے نے رشتے کے لیے ایسے سٹینڈرڈ بنا لیے ہیں کہ لوگوں کو جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

سوشل میٹ اپس

شہروں میں کچھ ایسے گروپس بن گئے ہیں جو کہ رشتوں کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے خاندانوں کو آپس میں ملوانے کے لیئے تقریب کا انعقاد کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ آپس میں ملاقات کے ذریعے اپنی پسند اور معیار کے مطابق رشتہ تلاش کرسکیں۔ ایسی تقاریب کا انعقاد بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ اس تقریب میں وقت اور موقع کے حساب سے کھانے اور چائے کا انتظام ہوتا ہے۔ ایسی تقاریب کا انعقاد رشتہ کروانے والے گروپ یا پھر کچھ خاندان آپس میں مل کر کرتے ہیں۔ اس کی کچھ فیس ادا کرنے پڑتی ہے جس میں ہر کسی کا اپنا طریقہ کار ہے۔ اس تقریب میں دور دراز علاقوں سے ملازمت کی تلاش میں آئے مرد اور خواتین، دیہاتوں اور چھوٹے شہروں سے آئے اعلی تعلیم کی غرض سے یونیورسٹی کے طلبا اور والدین شرکت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی شرکت کرتے ہیں جن کی عمریں زیادہ ہوجاتی ہیں اور انہیں اپنے معیار کا رشتہ نہیں ملتا یا پھر بہتر سے بہتر کی تلاش میں لوگ بھی اس تقریب میں شرکت کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا

سوشل میڈیا بھی رشتہ تلاش کرنے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر مختلف پیج بنے ہوئے ہیں جس میں مختلف ممالک ذات برادری اور مسالک نے اپنے طبقے کی سہولت کے لیے سوشل میڈیا پر پیجز بنا رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ پہلی شادی، دوسری شادی اور پروفیشنلز نے اپنے شعبے کے لوگوں کو رشتہ تلاش کرنے کی سہولت کے لیے بھی سوشل میڈیا کا سہارا لیا ہوا ہے تاکہ لوگ اپنی پسند اور معیار کے مطابق رشتہ تلاش کرسکیں۔ لیکن ان کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے۔

خاندانوں کی آپس میں ملاقات

پسند آنے والے رشتے کی تلاش کے بعد دونوں خاندان آپس میں کم از کم 3 سے چار بار ملاقات ضرور کریں۔ یہ ملاقاتیں مطابقت کا اندازہ لگانے ،ایک دوسرے کو بہتر جاننے اور اہم معلومات پر تبادلہ خیال کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں جس سے فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہےاور مدد ملتی ہے۔

اُمیدواروں کی آپس میں ملاقات

رشتہ پسند کرنے کے بعد لڑکا اور لڑکی کی آپس کی ملاقات بہت اہم ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں جان سکیں۔ وقت اب بدل گیا ہے۔اب تو لڑکیاں کھانا، میٹھا اور چائے خود پیش کرتی ہیں۔کھانے سے چائے کے دوران وہ وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں۔اس میں ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیتے ہیں اور ضرورت کی گفتگو بھی ہو جاتی ہے۔اس کے لیے سپیشل ملاقات کی ضرورت نہیں،مشاغل مقاصد اور مستقبل کے منصوبے کے بارے میں آپس میں براہ راست بات چیت ضروری ہے۔اس میں کچھ لوگ پسند نہیں کرتے کہ لڑکی سامنے بیٹھ کر زیادہ گفتگو کرے۔

ان کے لیے یہ عرض ہے کہ اپنی تربیت پر بھروسہ کریں۔اگر لڑکی بازار شاپنگ کے لیے جا سکتی ہے، کزنز سے مل سکتی ہے کالج ، یونیورسٹی پڑھ کر ملازمت کر سکتی ہے تو اپنی زندگی کے اہم مرحلے کے انتخاب میں بھی اسے اتنا اعتماد ہونا چاہئے کہ وہ اپنے لیے بہتر اور پسند کے رشتے کا انتخاب کر سکے ورنہ اس کے دل میں تشنگی رہ جاتی ہے۔ وقت بدل گیا ہے۔ہمیں وقت کی ضرورت کو سمجھنا چاہیے۔لڑکی کی مکمل تسلی، رضا مندی اور پسند کے بعد گھر والے آپس میں مل کر بیٹھیں اور مختلف حوالے سے رشتے کے بارے میں گفتگو کریں۔سارے پہلو سامنے رکھیں اور میدوار کو بھی اس گفتگو میں شامل کریں۔اس کی رائے کو اہمیت دیں ہر حوالے سے کھل کر بات کریں تا کہ اس امیدوار کو اپنی زندگی کا اہم فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔اسلام میں شادی کے لیے لڑکی کی رضا

مندی بہت ضروری ہے۔تاہم اس کے ساتھ ولی کی اجازت بھی ضروری ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

عورتوں کو ان کی پسند کے شوہروں سے نکاح کراو(حاکم)

نبی پاک ﷺ نے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینے کا حکم دیا ہے یا کم از کم مشورہ دیا ہے۔(ابن ماجہ، داؤد، ترمذی، مسلم، مسند احمد)

لڑکے کا رشتہ دیکھتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

انتخاب کے وقت صرف لڑکیوں کو دیکھنے پر ہی توجہ دی جاتی ہے جبکہ لڑکے کو دیکھنے، پرکھنے، اور جانچنے کے عمل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو کہ لڑکیوں کو دیکھنے سے زیادہ ضروری ہے۔

1۔ مذہب، خاندان اور کلچر سے جڑا ہو۔

2۔ اتنی آمدنی ہو کہ اپنے بیوی بچوں کی بنیادی ضروریات پوری کر سکتا ہو۔

3۔ مناسب تعلیم اور ہنر مند ہو۔

4۔ کم از کم اتنا دین ضرور آنا چاہیے کہ شادی کے بعد بیوی بچوں کو بنیادی دینی تعلیم خود پڑھا سکے۔

5۔ ذمہ دار، تحمل پسند بردبار، برداشت کرنے والا ہو۔

6۔ فیصلہ کرنے کا خوگر ہو۔

7۔ جسمانی، نفسیاتی اور ذہنی طور پر صحت مند اور خود مختار ہو۔

8۔ اچھے دوست اور اچھی صحبت کا حامل ہو، خدا خوفی رکھتا ہو۔

9۔ رشتوں میں عزت کرنا اور کروانا جانتا ہو۔

10۔ اہل خانہ سے محبت کرنے والا ہو۔

سمجھداری، ہنر مندی، اور اخلاق و کردار، تعلیم کی کمی کو پورا کر سکتی ہے۔

پہلی ملاقات

پہلی ملاقات لڑکی والوں کے گھر تعارفی ملاقات ہوتی ہے۔اس میں ذاتی اور خاندانی تعارف ہی ہوتا ہے۔اس کے بعد ملاقات لڑکے والوں کے گھر ہوتی ہے جو کہ ان کی طرف سے پہلی ملاقات ہوتی ہے۔اس میں صرف مہمان داری کے طور پر ہی ایک دوسرے کو جانا جا سکتا ہے۔دونوں کے گھر ملاقات پہلی ملاقات ہی کہلاتی ہے۔اس دوران ہونے والی گفتگو دوسری ملاقات کا تعین کرتی ہے جس میں لڑکی والے دوبارہ لڑکے والوں کو اپنے گھر بلائیں تاکہ تفصیلی ملاقات ہو سکے۔پہلے ملاقات میں صرف تین لوگ جائیں۔

دوسری ملاقات

جب دوسری ملاقات ہو تو گھر کے بڑے بزرگوں سے ملیں۔نانا نانی، دادا دادی کو آنا چاہیے۔وہ لوگ جو خاندان کے بڑے ہوں۔اس میں ان کی پھوپھو تائی چاچی بھی ہو سکتی ہیں۔

دوسری ملاقات تفصیلا ہونی چاہئے۔اپنے خاندان معیار اور مطالبات کھل کر بیان کریں تاکہ مقصد اور معیار دونوں واضع ہوں۔

خورد ونوش کا مرحلہ

خورد ونوش کا مرحلہ پہلی دو ملاقاتوں میں انتہائی سادہ رکھا جائے تا کہ ایک دوسرے پر بوجھ نہ پڑے اور توجہ کھانے کی بجائے اخلاق اور معیار پر ہو۔ضروری نہیں کہ پہلا ہی رشتہ پسند آ جائے۔بہت سارے رشتے دیکھنے پڑتے ہیں پھر کہیں جا کے اپنی پسند اور معیار کا رشتہ ملتا ہے۔ہر بار اتنا خرچ یا تکلف نہیں کیا جا سکتا۔اسی لیے میانہ روی سے کام لیں۔پہلی ملاقات لڑکی کے گھر اور دوسری پہلی ملاقات لڑکے کے گھر، دونوں خاندان پہلی ملاقات میں صرف چائے یا ساتھ بسکٹ، کا اہتمام کریں۔کچھ لوگ ٹیبل بھر دیتے ہیں۔سارا دھیان کھانے کی طرف چلا جاتا ہے اور کرنے والی باتیں رہ جاتی ہیں۔کھانا کھلانا اچھی بات ہے۔سنت ہے گھر آئے مہمان کو کھانا کھلانا چاہے لیکن رشتہ کے معاملات میں چیزیں ذرا مختلف انداز میں ہوتی ہیں۔ہر چیز کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔

پہلی ملاقات میں پانی، چائے اور بسکٹ

دوسری میں ملاقات میں پانی، چائے اور بسکٹ کے ساتھ کچھ اور رکھ دیں۔

تیسری ملاقات میں دونوں خاندان ایک دوسرے کو کھانے پر بلائیں۔

پہلی اور دوسری ملاقات میں زیادہ تکلف مناسب نہیں۔

چوتھی میں آپ چائے کے ساتھ چند چیزیں رکھ سکتے ہیں۔

تیسری ملاقات فیصلہ کن

دونوں خاندانوں کو آپس میں پہلی اور دوسری ملاقات سے اندازہ ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ آگے چل سکتے ہیں۔

تیسری ملاقات فیصلہ کن ہوتی ہے اس لیے باہمی رضامندی سے دونوں میں سے کسی کے گھر بھی ہوسکتی ہے۔ والد والدہ بھابھی اور بہن جائیں والد کی جگہ بھائی بہنوئی یا داماد بھی جاسکتے ہیں۔

رشتے کو پرکھنے کا فارمولا

آپ کسی کے ساتھ لمبے عرصے تک ساتھ چلنا چاہتے ہیں چاہے آپ ان کو پہلے سے جانتے ہوں لیکن جب ساتھ چلنے کا فیصلہ کریں چاہے وہ بزنس ہو یا زندگی میں ساتھ نبھانے کا، فیصلہ کرنے سے پہلے کم ازکم چار تفصیلی ملاقاتیں لازمی کریں۔

پہلی ملاقات تعارفی اور سادہ رکھیں اور ان کو زیادہ سنیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کا معیار کیا ہے۔ اگر آپ کو لوگ سمجھ آجائیں تو ان کے ساتھ دوسری ملاقات کریں اور اپنے مطالبات ان کے سامنے رکھیں۔ پہلی ملاقات میں کچھ دن کا وقفہ کریں کم ازکم ایک ہفتہ یا 15 دن کا پھر دوسری ملاقات کریں۔ اس دوران اپنے معیار کے مطابق ان کو پرکھیں سمجھیں ملاقاتوں کے بعد کم ازکم 15 دن کا وقفہ رکھیں۔ اس وقفہ میں آپ کو دونوں طرف سے معاملات سمجھ آجائیں گے۔ آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی کہ لوگ آپ کے معیار کے مطابق ہیں یا نہیں۔

تیسری ملاقات بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔پہلی دو ملاقاتوں میں آپ کو اتنا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے ساتھ معاملات آگے بڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔تیسری ملاقات کھانے پر رکھیں۔اب چونکہ یہ ملاقات فیصلہ کن ملاقات ہے۔اس میں کھانے کا اہتمام اپنی استطاعت کے مطابق کریں۔کھانے کے تین مراحل ہوں۔کھانا، میٹھا اور چائے یہ عموماً ہر دعوت پر ہوتا ہے۔

پہلا مرحلہ

پہلا مرحلہ کھانے کا ہوتا ہے۔اپنی حیثیت کے مطابق کھانے کا اہتمام کریں۔کھانے کے دوران کھل کر ہنسی مزاح اور مختلف موضوعات پر گفتگو کریں۔اس سے مہمانوں کا تکلف بے تکلفی میں بدل جاتا ہے اور اپنائیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔دعوت لڑکی کے گھر ہو یا لڑکے کے گھر وہ موقع پر موجود ہونے کے باوجود کھل کر گفتگو نہیں کر پاتے۔والدین کو چاہیے کہ وہ ان کو بھی گفتگو میں شامل کریں۔ان کی عادات اور پسند کے بارے میں ضرور بات کریں۔اس طرح دونوں اطراف کو لڑکے اور لڑکی کی عادت اور پسند کا پتہ چل جاتا ہے اور فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

دوسرا مرحلہ

کھانا کے بعد میٹھے پر ہلکی پھلکی سنجیدہ گفتگو کریں۔اپنے اپنے مطالبات واضح بیان کریں۔دراصل آپ کی ایک دوسرے سے کیا توقعات ہیں۔

تا کہ گھر جا کر دونوں خاندانوں کو ایک دوسرے کا موقف واضح ہو۔اس مرحلے میں براہ راست سادہ اور واضح گفتگو کریں تا کہ کسی قسم کا شک شبہ، بدگمانی، یا غلط فہمی نا ہو۔

تیسرا مرحلہ

آخری مرحلہ چائے کا ہوتا ہے،اوراسی موقع پرایک سنجیدہ گفتگو ہونی چاہیے۔اس مرحلے میں گفتگوکوایک انجام تک پہنچانا ہوتا ہے یہ تینوں مراحل سے دونوں خاندان گزریں گے۔ پہلےلڑکی والے اپنی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئےلڑکے والوں کوکھانے پر بلائیں اس سے لڑکی والوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ایک ہفتے بعدلڑکے والےلڑکی کے گھر والوں کو کھانے پر بلائیں۔لڑکے والے جب اپنے پسندیدہ رشتے کا انتخاب کرلیں تو پھر ہر مرحلے میں لڑکی والوں کی رائے اور فیصلے کوترجیح دیں اس سے دونوں خاندانوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہےاورآئندہ کےمعاملات طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

ان مراحل میں آپ کولوگوں کو جاننے اور پرکھنے کا موقع ملتا ہے۔اور فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

دعوت کے بعداپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کرکھل کر بات چیت کریں۔کھانے کے دوران کی گئی ہر بات اور ہر پہلو کو سامنے رکھیں۔ جب لڑکی والےلڑکے کے گھر جائیں تو والدین کے ساتھ بہن ضرور جائے کیونکہ رشتہ لڑکے کا ہو یالڑکی کا دونوں طرف سے بہنیں ہی اہم کردارادا کرتی ہیں۔رشتہ کا فائنل فیصلہ کرنے میں کبھی جلدی مت کیجیے وہ دیکھنے آئے اور او کے کر کے چلے گئے۔ بہت سارے لوگ اس پہلی ملاقات پہ فیصلہ کر لیتے ہیں۔ایسا کرنا درست نہیں۔

اگر رشتہ دونوں اطراف کے معیار کے مطابق ہے باقی تو معاملات مل کرذہنی ہم آہنگی سے طے ہو سکتے ہیں۔ان کو مسئلہ نہ بنائیں۔اصل بات معیار کا رشتہ ملنا ہے جو کہ بہت مشکل سے ملتا ہے۔

تین ملاقاتوں کے بعد آپ تمام باتیں سامنے رکھ کر چوتھی ملاقات کریں۔اس ملاقات میں انہیں اپنے ارادے اور فیصلے سے آگاہ کریں اور رشتے کے مرحلے کو آگے بڑھائیں۔

لڑکے سے ملاقات

تیسری ملاقات کے بعد آپ کو لڑکے سے علیحدہ اکیلے ملاقات کرنی چاہیے۔اس کو اکیلے کھانے یا چائے پہ بلایئے اس میں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کو اس سے تین چیزیں پوچھنی چاہیے کہ جس ادارے میں یونیورسٹی میں آپ نے پڑھا وہاں کے سب سے اچھے دو اساتذہ کے نام، یا جو آپ کو جانتے ہوں۔آفس کا نام جہاں کام کرتے ہیں اور چار اچھے دوستوں کے نام۔

رشتے کی جانچ پڑتال

شادی اپنوں میں ہو یا غیروں میں رشتے کے حوالے سے ایک دوسرے کو جانچنا پرکھنا بہت ضروری ہے۔ سگی خالہ بھی جب ساس بنتی ہے تو وہ مختلف نظر آتی ہے۔ ہر رشتے کی اپنی ضروریات اور تقاضے ہیں۔ ماموں، چچا، خالہ پھوپھی وغیرہ ہمارے جذباتی اور محبت کے رشتے ہیں۔ لیکن جب یہی رشتے سسرال میں بدلتے ہیں تو ان کے رویے ہی بدل جاتے ہیں۔ رشتہ کرتے وقت رشتوں کو جانچنا اور پرکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے وقت، تحمل برداشت اور مثبت سوچ بہت ضروری ہے تاکہ ایک اہم اور مضبوط فیصلہ کیا جا سکے۔ معاملات طے کرنے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کر لینا ضروری ہے۔

ان کے دوستوں رشتہ داروں اور محلے والوں سے ضرور ملاقات کریں۔ اساتذہ کے نام اور نمبر لیجئے یونیورسٹی کے ہوں یا کالج کے ہوں جس سے ان کی قربت داری ہو۔ آپ ان سے بعد میں فون پر وقت لے کر ان کے پاس جائیں وہاں آپ کو بہت عمدہ رائے ملے گی۔

اس کے دو سے تین دوستوں کے نام لیجیے ان کے فون نمبر لیجئے اور پھر ان بچوں کو کہیں بھی چائے پہ یا کھانے پہ بلایئے اور ان کے ساتھ گپ شپ کر کے اس بیٹے کے بارے میں انویسٹی گیٹ کریں۔

دوست ہمیشہ بہت مفید اور لحاظ والا کردار ہوتا ہے۔ اگر آپ نے ان کو اپنے قریب کر لیا کہ کبھی کبھی چائے پہ بلا لیا اور کبھی کسی پروگرام میں ساتھ لے گئے۔ وہ آپ کو بالکل صحیح مشورہ دیں گے کہ یہ تو بہت اچھا ہے ہمارا دوست ہے لیکن کردار کا اچھا نہیں ہے۔ مزاج کا اچھا نہیں ہے۔ آپ نے کبھی نوٹس کیا ہو کہ انٹرویوز میں سائیکالوجسٹ ایک ہی بات کو سات بار گھما پھرا کر پوچھتے ہیں اور حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو اس لڑکے کو اپنی فیملی کا حصہ بناتے ہوئے تکلیف نہیں ہوتی۔

استخارہ

استخارہ ایک دعا ہے جس کا مقصد اللہ سے بہتری اور خیر طلب کرنا ہے۔ اس سے اللہ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے۔ بہت سارے لوگ رشتہ کا فیصلہ کرنے سے پہلے استخارہ کرتے ہیں۔ ویسے تو ساری زندگی توکل پر چلتی ہے لیکن رشتوں کے لیے استخارے نکالتے ہیں۔ اس کا معاشرے میں بہت عام رواج ہے۔ لوگ استخارہ کرتے ہیں اور اس کے بعد جو بھی انہیں اشارے سمجھ آئے یا خواب آئے اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ استخاروں کے بعد آنے والے خواب اور اشاروں کو سمجھ نہیں پاتے اور خدا کی مرضی سمجھ کر فیصلہ کر لیتے ہیں۔ جو کہ بعد میں اکثر غلط ثابت ہوتا ہے اور لڑکے لڑکی کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ آپ کی پسند اور معیار کے مطابق جو بھی رشتہ آئے اسے قبول کر لیں۔ حقیقت پر مبنی فیصلہ کریں۔ اللہ سے مدد اور خیر ضرور طلب کریں۔ حقیقت میں رہتے ہوئے پسند اور ضرورت کے مطابق فیصلہ کریں بشرطیکہ آپ کے فیصلے میں اللہ کی مرضی اور رضا شامل ہو اور وہ صرف اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب آپ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق فیصلہ کریں۔ کچھ معاملات کا تعلق دل سے ہوتا ہے اگر رشتہ آپ کی پسند اور معیار کے مطابق ہو دل بھی مطمئن ہو لیکن استخارہ ٹھیک نہ بھی آئے تو بھی رشتہ قبول کر لیں۔ دل کی بات مانیں دل جہاں بیٹھ جائے وہیں فیصلہ کر لیں۔ ہو سکتا ہے استخارہ آپ نے صحیح نہ کیا ہو یا اس میں ہونے والے اشاروں کو آپ سمجھ نہ رہے ہوں اور اچھا رشتہ ہاتھ سے نکل جائے۔ رشتے میں استخارہ ضروری نہیں اگر آپ کی پسند اور معیار کا رشتہ آ جائے تو اللہ پر بھروسہ کر کے رشتہ قبول کر لیں۔

لڑکی دیکھنے کا معیار

- لڑکی کا خاندان اچھا ہو۔
- قابل قبول صورت ہو۔
- اتنی سمجھدار ہو کے گھر سنبھال سکے۔
- خدمت گزار اور خاندان کو جوڑنے والی ہو۔
- والدین کی فرمانبردار ہو۔
- دین کی بنیادی معلومات رکھتی ہو۔

باقی تربیت گھر پر ماحول کے مطابق کی جا سکتی ہے۔

لڑکی کی تیاری

رشتہ دیکھنے والے جب آئیں تو مناسب تیار ہوں۔لڑکی کو بہت زیادہ بناؤ سنگھار کی بجائے ہلکا تیار کریں جس میں قدرتی چمک اور کشش محسوس ہو۔صفائی اور سلیقہ مندی انسان کی شخصیت کا نکھار ہوتی ہے۔ بہت زیادہ تیاری سے لڑکی کی ذاتی شخصیت چھپ جاتی ہے۔لڑکی کے لباس کے رنگ کا چناؤ مناسب ہو۔ بہت ہلکا اور بہت شوخ رنگ نہ پہنیں۔ جو رنگ آپ کو جچتا ہو وہ پہنیں۔ نیا خریدنے کی ضرورت نہیں اگر وہ رنگ پہلے سے موجود ہے تو وہی پہنیں۔ بالوں کا سٹائل بہت زیادہ سٹائلش نہ بنائیں جو جیسے آپ روٹین میں بناتی ہیں ویسے بنائیں۔شکل صورت تو وہی ہے جو اللہ نے آپ کی بنائی ہے خدا کا شکر ادا کریں۔اپنے لباس اور شخصیت میں نفاست اور سلیقہ مندی لائیں۔ناخن اگر بڑے ہیں تو انہیں مناسب تراشیں۔ ہر گھر میں یہ باتیں بہت نوٹ کی جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں کو صاف رکھیں۔ یہی لڑکیوں کی اصل خوب صورتی ہوتی ہے۔لڑکی کی خوبصورتی بناؤ سنگھار کی بجائے نفاست اور سلیقہ مندی میں ہوتی ہے۔ شرمانے لجھانے کی بجائے مناسب اور ضرورت کے مطابق پراعتماد گفتگو کریں۔سادہ،حقیقت پسندانہ اور مخلصانہ رویہ اپنائیں۔اللہ کی رحمت، برکت اور مدد حاصل ہوگی۔اس سے آپ کو لڑکے والوں کو سمجھنے اور پہچاننے میں آسانی ہوگی۔رشتہ دیکھنے کے مراحل یا رشتہ والوں کو سر پر سوار نہ کریں بلکہ حقیقت پسند رہیں۔جو آپ رشتے کے لیے معیار رکھیں گے وہی معیار پائیں گے۔اللہ ہر انسان کو اس کے گمان کے مطابق عطا کرتا ہے۔اللہ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے۔اب یہ آپ کو سوچنا ہے کہ آپ کا معیار کیا ہے۔

••□••

رشتہ طے ہونے سے پہلے ان دس امور کا خیال رکھیں

کسی کے گھر رشتہ دیکھنے جانے سے پہلے ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں۔

- ظاہری خوبصورتی اور مادی حیثیت سے زیادہ اخلاق کردار، ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کو ترجیح دیں۔
- رشتہ طے کرنے سے پہلے اتنا وقت ضرور لیں کہ اس خاندان کے بارے میں اچھی طرح چھان بین کرلیں۔
- رشتہ اپنوں میں کریں یا غیروں میں، مثبت اور لچکدار رویہ اپنائیں۔
- بچوں کے رشتوں کو اپنی ضد انا، غلط فہمی یا مفاد پرستی کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔
- ایسی جگہ رشتہ کریں جہاں گھر کا سربراہ مرد ہو یعنی باپ، بھائی یا گھر کے بڑے بزرگ جس کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار ہو
- دونوں خاندان جب آپس میں ملیں تو اپنی روایت، ثقافت اور ماحول کے بارے میں گفتگو کریں۔
- دکھاوے اور بے جا خرچ سے گریز کریں۔
- آپس میں زیادہ سے زیادہ ملنے کے مواقع تلاش کریں۔
- حقیقت پسند رہیں تاکہ دوسروں کو سمجھنے پرکھنے اور ملنے ملانے میں آسانی ہو۔
- قناعت پسندی کا مظاہرہ کریں۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ بالکل ہی کنجوس ہو جائیں موقع کی مناسبت سے جہاں ضروری ہو وہاں خرچ کریں۔

رشتہ اگر پسند آجائے تو فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔

رضامندی

دونوں امیدواروں کی رشتہ دیکھنے پسند کرنے آپس میں باہمی مشاورت کرنے کے بعد خاندان والوں کی آپس میں باہمی رضامندی بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے اس اہم فیصلے کو سوچ سمجھ کر ذہنی اور دلی طور پر قبول کرسکیں۔ مذہب میں رضامندی کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے۔

شادی زور زبردستی کا فیصلہ نہیں کہ بس عمر گزر رہی ہے تو کسی کے ساتھ بھی باندھ دیں۔ شادی کا ایک غلط فیصلہ پورے خاندان اور معاشرے کا نقصان ہے۔ کسی بھی مذہب میں زبردستی نہیں ہے۔ جب تک مکمل ایجاب وقبول دل سے نہ ہو تو زبردستی نہ کی جائے بلکہ پیار اور دلائل سمجھائیں۔ یہ دل کا معاملہ ہے جس پر دل کی سو فیصد میں سے کم از کم ستر فیصد تسلی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ باقی 30 فیصد گھر کے بڑوں کی مرضی اور تعاون شامل ہونا ضروری ہے۔۔ اس وقت جتنی بھی شادیاں ٹوٹ رہی ہیں ان میں ایک بڑی اہم وجہ لڑکا لڑکی کی مکمل رضامندی کا شامل نہ ہونا ہے۔ والدین اور گھر کے بڑے بزرگ اپنے ذاتی مفاد، خاندان کی روایات یا پھر ذات اور مسلک وغیرہ کی خاطر ان کی مرضی کو اہمیت نہیں دیتے۔

عورت کا نفسیاتی طور پر خودمختار ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر وہ خودمختار نہیں ہوگی تو زندگی میں کہیں نہ کہیں نفسیاتی مسائل کا شکار ہوجائے گی۔ ان کی اتنی اچھی تربیت کریں کہ وہ اپنی زندگی کا اہم فیصلہ خود کرسکیں اور اپنے لیے اچھا اور بہتر انتخاب کرسکیں۔ نبی پاک نے بھی حضرت بی بی فاطمہ کی شادی کے وقت ان سے تین بار ان کی مرضی معلوم کی اور پھر فیصلہ کیا۔

رشتہ طے کرنے سے پہلے اہم معلومات

نکاح ایک مذہبی اور قانونی معاہدہ ہے۔نکاح قانونی اور مذہبی دونوں مراحل سے گزرتا ہے۔قانونی طور پر شہری ہونے کے ناطے ملک کے آئین اور قوانین کے حوالے سے حقوق اور فرائض ہیں جس میں رہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس ملک کا شہری ہونے کے ناطے ذاتی حیثیت کے حوالے سے قانون کا علم رکھتے ہوں۔شادی کرنے کے لیے باضابطہ طور پر ضروری ہے کہ وہ نکاح کا قانونی طریقہ کار، جسٹریشن کا عمل اور اس سے متعلقہ معلومات جانتے ہوں۔اس قسم کی معلومات میں کمی مسائل اور رکاوٹوں کا سبب بنتی ہے جو کہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی تصور کی جاتی ہے۔

مذہبی تقاضے پورے کرنا دونوں خاندانوں کی ذمہ داری ہے۔کوئی بھی ایسی غلطی نہ ہو جس سے شرعی تقاضے پورے نہ ہوں یا کسی کے حقوق کی پامالی کا باعث بنے۔خاندان والے نکاح کے موقع پر کسی مفتی یا عالم کو بلاتے ہیں اور نکاح کے عمل کو مکمل کرتے ہیں۔کوئی بھی مرد اور عورت کسی تیسرے کی مداخلت کے بغیر نکاح کر سکتے ہیں لیکن مولوی کو چند مقاصد کے لیے بلایا جاتا ہے۔

پہلا مقصد نکاح، خطبہ اور دعائیں پڑھنا اور شادی کا اعلان
تا کہ لوگ جان لیں کہ دو بالغ مرد اور عورت کا نکاح ہو گیا ہے۔

دوسرا مقصد میاں بیوی کے حقوق و فرائض کی وضاحت کرنا اور انہیں ایسے مشورے دینا جس سے ان کا رشتہ اور خاندان مضبوط ہو۔

بدقسمتی سے حقیقت میں سے صرف پہلا مقصد پورا ہوتا ہے۔جو شادی کے خواہش مند ہیں وہ شادی سے پہلے مذہبی اور قانونی حقوق اور فرائض جان لیں تا کہ بعد میں مسائل نہ ہوں۔

منگنی

حصہ سوئم

دعائے خیر

سارے مراحل سے گزرنے کے بعد دونوں خاندانوں کی رضا مندی سے سب دعائے خیر کی جاتی ہے۔ اس میں لڑکے کے والدین اور بزرگ با قاعدہ طور پر لڑکی کے والدین کے گھر باہمی رضا مندی سے رشتہ مانگنے جاتے ہیں۔لڑکی والے انہیں خوش آمدید کہتے ہیں ۔ اپنی رضا مندی سے ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں۔ اس موقع پر دونوں خاندان مل کر شادی کی تاریخ رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے دعائے خیر کہتے ہیں۔ اس موقع دعائیں کی جاتی ہیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ دونوں خاندان میں ایک دوسرے کو مبارکباد اور دعائیں دیتے ہیں۔ اس موقع پر کچھ لوگ شکرانے کے طور پر قرآن خوانی کرتے ہیں۔ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں اس دن کے بعد سے شادی کی با قاعدہ تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

منگنی

منگنی کا مطلب نکاح کا پیغام یا وعدہ نکاح یا شادی سے پہلے کا وقت ،نسبت طے ہونا، بات پکی ہونا، دعائے خیر ہونا یا رشتے کے لیے باہمی رضا مندی کو ظاہر کرنا ہے۔ منگنی شادی کے درمیان کا وقفہ ہے جو کہ آج کے دور میں بہت ضروری ہے۔ اس دورانیے میں لڑکا اور لڑکی کی شادی کے حوالے سے ذہن سازی اور تربیت کرنا بے حد ضروری ہے۔ منگنی اور شادی کے درمیان کا وقفہ کم از 3 ماہ اور زیادہ سے زیادہ 6 ماہ بہت ضروری ہے تا کہ لڑکا لڑکی اور والدین ذہنی طور پر تیار ہو سکیں۔

مدت منگنی کی اہمیت

یہ ضروری ہے کہ نکاح میں وقفہ ہو۔ منگنی کے دورانیے میں لڑکا لڑکی منگیتر کہلاتے ہیں۔ یہ لڑکا لڑکی کی شادی کے حوالے سے تربیت اور ذہن سازی کا وقت ہوتا ہے۔ منگنی کے دوران لڑکا اور لڑکی کے والدین ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کریں۔ بچوں کی عادات اوراخلاق کے بارے میں ایک دوسرے کوآگاہ کریں تاکہ لڑکااورلڑکی ایک دوسرے کو جان سکیں۔ منگنی کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ لڑکا لڑکی آپس میں ٹیلی فون پر گفتگو کریں یا ملاقات کریں۔ بلکہ اپنے والدین کے ذریعہ سے اپنے ہمسفر کی عادات واخلاق اوررویے کو سمجھیں اور خودکو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ٹیلی فون پر لمبی گفتگو سے پرہیز کریں کیونکہ لڑکا اورلڑکی کے ٹیلی فون پر بات کرنے سے بہت ساری غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور جذبات بھی مجروح ہوتے ہیں۔ آپ نے بہت سارے اکثر ایسے خاندان دیکھے ہوں گے جن کے انہی وجوہات کی بنا پر رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور والدین ڈپریشن میں چلے جاتے ہیں۔

- ...... جولڑکی اپنے والدین کے ساتھ ایک خاندان میں کئی سالوں سے رہ رہی ہے ان سے اس کی گہری وابستگی ہوتی ہے۔ ایک دم اچانک علیحدہ کرنا مناسب نہیں۔ یہ ان کے لیے جذباتی طور پر نقصان دہ ہوگا اس کے بجائے اس کے اندران سے علیحدگی کا سامنا کرنے کے لیے بتدریج تیاری لازمی ہے۔
- ...... لڑکا اورلڑکی جن کی زندگی کی ذمہ داری اب تک والدین کے کندھوں پر تھی وہ ایک دم سے اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں ہوتے اس لیے وقفہ

ضروری ہے تاکہ وہ ذہنی طور پر اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لیے تیار ہو سکیں۔

- لڑکا اور لڑکی جو پہلے کچھ عرصہ اجنبی تھے ان کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ زندگی شروع کرنا مشکل ہے۔
- ہوسکتا ہے لڑکا یا لڑکی اپنی جاری تعلیم ٹریننگ یا ملازمت کی وجہ سے خود مختار زندگی شروع کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ لیکن کچھ لوگ ایسا کر لیتے ہیں کہ جاری تعلیم ملازمت کی ٹریننگ کے دوران منگنی کر دیتے ہیں۔

منگنی اور شادی کے درمیان وقفہ وقت کا تقاضا ہے تاکہ لڑکا لڑکی کی تربیت ہو سکے اور ایک مضبوط خاندان کی بنیاد رکھی جا سکے۔ پہلے وقتوں میں لوگ اپنے بچوں کی رشتوں کے حوالے سے بچپن سے تربیت کرتے تھے اور اپنے خاندان یا قریبی لوگوں میں رشتہ کرتے تھے۔ لیکن اب نہ تو تربیت ہے اور رشتے بھی اجنبیوں میں ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے شادی اور منگنی کے دوران وقفہ ضروری ہے تاکہ اس وقفہ کے دوران دونوں کے والدین آپس میں ایک دوسرے کو اچھی طرح جان پہچان لیں تاکہ شادی کے بعد لڑکا لڑکی کے آپس میں مسائل ہوں تو دونوں طرف کے والدین مل کر اس رشتے کو مضبوط بنانے میں ان کی مدد کر سکیں۔ اور یہ تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب دونوں کے والدین کا آپس یعنی دونوں خاندانوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہوں۔ آج کل جتنی جلدی شادیاں ہو رہی ہیں اتنی جلدی ٹوٹ رہی ہیں کیونکہ اس حوالے سے لڑکا لڑکی کی کوئی تربیت نہیں ہوتی۔

منگنی کے فوائد

بلاشبہ منگنی اور شادی کے درمیانی وقفے کے فوائد ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ والدین پر کچھ فرائض بھی ہیں۔

دونوں کے والدین کی آپس کی ملاقاتیں

منگنی اور شادی کے وقفہ کے دوران والدین آپس میں ملتے رہیں۔اپنے بچوں کی عادات اخلاق، خیالات، ذاتی دلچسپیاں، خاندانی روایات اور رسم ورواج کے بارے میں آپس میں ضرور بات کریں۔تاکہ لڑکا اور لڑکی کو اپنے والدین کے ذریعے ایک دوسرے کے بارے میں آگاہی مل سکے اور وہ خود کو اس کے بارے میں ذہنی طور پر تیار کرسکیں۔

باہمی پہچان اور تفہیم میں اضافہ

رشتے زیادہ تر غیروں اور اجنبیوں میں ہوتے ہیں۔وقفہ منگنی میں ان کو سمجھنے اور پرکھنے کا وقت مل جاتا ہے۔اگر آپ پہلے اجنبی ہیں یا کسی بھی حوالے سے ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں تو بھی مدت منگنی میں اس نئے رشتے کے حوالے سے سوچیں اور ذہن سازی کریں۔

نئے رشتے کی ذہن سازی

بعض اوقات لوگ نئے رشتے کو ذہنی طور پر قبول نہیں کرتے اور پرانے رشتے میں رہتے ہوئے نئے رشتے کو نبھاتے رہتے ہیں۔جس کی وجہ سے ان کے درمیان ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو پاتی جس سے آپس کے بہت سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ نئے رشتے کے حوالے سے ذہن سازی بہت ضروری ہے۔

اصلاح

والدین کے ذریعے اپنے پارٹنر کی ملنے والی معلومات کے مطابق اگر آپ کو کچھ باتیں پسند نہیں یا کچھ عادات پسند نہیں تو اس کی اصلاح کی جاسکتی ہے تربیت کے ذریعے وہ خوبی یا کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے۔شادی کے وقفے کا یہ بہترین وقت ہے خود کی اصلاح اور بہتر کرنے کا بہترین موقع ہے۔

اپنی ذات کے لیے وقت

مدت منگنی میں خود کو زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔اپنے خاندان کلچر مذہب عقیدہ روایات کو سمجھیں۔گھر داری، سلیقہ، عبادات ان سب پر توجہ دیں۔لڑکا بھی اپنے بنیادی عبادات کی طرف توجہ دے۔اس سے اخلاقی روحانی ترقی ہوتی ہے۔اپنے مذہب کا مطالعہ کریں زندگی کو ترتیب دینے ،شریک حیات کی دیکھ بھال از دواجی زندگی کا نظم و نسق اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے مطالعہ کریں۔

رشتہ طے ہونے کے بعد ان دس امور کا خیال رکھیں۔

- دونوں خاندان آپس کے تعلق کو مضبوط بنائیں۔
- ایک دوسرے کو عزت مقام اور جگہ دیں۔
- مثبت رویہ اپنائیں۔
- ایک دوسرے کے گھر اچانک نہ جائیں ہمیشہ اطلاع کر کے جائیں۔
- غلط بیانی اور بڑائی بیان کرنے سے گریز کریں۔
- رشتہ طے ہونے کے بعد اپنی سوچ کو مثبت رکھیں۔اگر کسی قسم کی کوئی غلط فہمی ہو جائے تو اس کے لیے ان سے براہ راست بات کر لی جائے یا پھر اس کے واضح ہونے کے لیے وقت کا انتظار کر لیا جائے تا کہ دونوں خاندانوں کا تعلق آپس میں مضبوط ہو اور اعتماد قائم رہے۔
- لمبی بحث سے پرہیز کریں۔
- مذہبی الجھاؤ پیدا نہ کریں۔
- ایک دوسرے کے گھر جا کر کسی بھی قسم کی فرمائش نہ کریں۔

سسرال ایک عملی درس گاہ

اپنے بچوں کی شادی سے پہلے یعنی شادی کی تیاری کے درمیانی وقفہ میں لڑکا لڑکی سسرال کے ماحول خاص طور پر سسرالی رشتوں کے بارے میں ان کی ذہن سازی کریں۔ والدین کے گھر لڑکی بنیادی اخلاقی تربیت اور رشتوں کی پہچان سیکھتی ہے۔ جبکہ سسرال میں لڑکی رشتوں کو نبھانے، اگلی نسل کی تربیت، اور زندگی میں آنے والے مسائل کی عملی تربیت ہوتی ہے۔ سسرال ہمیشہ سسرال ہی ہوتا ہے چاہے سگی خالہ یا ماموں کے گھر شادی ہو۔ معاشرے میں یہ تصور ہی غلط ہے کہ ساس سُسر ماں باپ ہوتے ہیں اور نند دیور بھائی بہن ہوتے ہیں۔ نہ تو ساس ماں بن سکتی ہے اور نہ سسر باپ بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان رشتوں کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ سسرال ایک عملی درسگاہ ہے اور اس کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ جس میں لڑکا لڑکی زندگی کو عملی طور پر سمجھنے اور اپنی نوجوان نسل کی عملی طور پر تربیت کرنے کے دور سے گزرتے ہیں۔

سسرالی رشتے

جب آپ شوہر کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے گھر آ گئی ہیں تو شوہر سے جڑا ہر رشتہ آپ کے لیے قابل احترام ہے۔ وہ لوگ وہاں پہلے سے رہ رہے ہیں اور آپ کو اپنے خاندان کا حصہ بنانے کے لیے آپ کا انتخاب کر کے لائے ہیں تو آپ کو ان رشتوں کی اہمیت کو شادی سے پہلے سمجھنا ہوگا تا کہ شادی کے بعد آپ ذہنی طور پر تیار ہوں۔ سسرال میں ہر کسی کو اس کے رشتے کے مطابق عزت دینی ہے اور ہر رشتے کی حد ضرور رکھنی ہے۔

ساس سسر کا رشتہ

ساس سسر اس گھر کے بڑے اور سربراہ ہوتے ہیں۔ یہ گھر انہوں نے بڑی محنت سے بنایا ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بیٹے کے والدین بڑے فخر اور چاہ سے بہولاتے ہیں جو کہ مستقبل میں اپنی ساس کی جگہ لیتی ہے اور اس خاندان اور روایت کو آگے چلاتی ہے۔ اس گھر کی عزت اور ناموس کا خیال رکھنا اس کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے ساس سسر کا خیال رکھنا محبت اور خدمت سے ان کا دل جیتنا ضروری ہے۔ ساس جیسی بھی ہو رشتے کے اعتبار سے احترام لازم ہے۔ گھر میں ساس سسر یا بڑے بہن بھائی کا حکم چلتا ہے تو آپ کو بھی ان کا احترام کرنا ہوگا۔ شروع میں وقت مشکل ہوتا ہے لیکن بہو ہونے کے ناطے آپ کی ذمہ داری زیادہ ہے آپ نے ان کی سرپرستی میں اس گھر کو چلانا ہے پیار، محبت اچھا برتاؤ اور رویہ آپ کی تربیت میں شامل ہونا چاہئے۔

سوشل میڈیا اور ڈراموں نے اب سب کو باشعور کر دیا ہے۔ شادی سے پہلے آپ کو سسرالی رشتوں کی اہمیت کا پتہ ہونا چاہیے۔ وہاں صرف آپ کی تربیت کا امتحان ہوتا ہے جو کے خود پاس کرنا ہوتا ہے۔ یہ تاثر غلط ہے کہ شوہر سے محبت کا راستہ پیٹ سے ہو کر گزرتا ہے۔ بلکہ شوہر سے محبت کا راستہ اس کے والدین کی خوشی سے گزرتا ہے۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے ہماری مشرقی روایات نہیں بدل سکتی ساس سسر کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ نئی نویلی دلہن کتنی ہی اعلی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں اس کو یہ سمجھانا ہے کہ وہاں آپ مقابلے کے لیے نہیں جا رہی بلکہ وہاں سب کا دل جیتنا ہے۔

نند

شوہر کی بہن نند چھوٹی ہوتو قابل شفقت اور بڑی ہوتو قابل احترام ہوتی ہے۔ بھابھی کوسسرال میں جگہ بنانے کے لیے نند اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ کیونکہ بھابھی اب نند کی جگہ لے گی اور نند اگلے گھر جائے گی۔ نند اور بھاوج کا رشتہ بہت خوبصورت ہے۔ گھر کا کام ہو، یا باہر جانا ہو دونوں ایک دوسرے کے لیے معاون اور مددگار رہوتی ہیں۔ آپس میں گھر کے کام کے ساتھ ساتھ دکھ سکھ بھی بانٹ لیتی ہیں۔ اگر ان دونوں میں دوستی ہو جائے تو گھر میں مسائل کم ہوتے ہیں اس کے لیے نند اور بھاوج دونوں کو مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ نند دوست ماں کو بھی سمجھا لیتی ہے۔ ان دونوں میں اعتماد کا رشتہ ہوتا ہے۔ اپنے بھائی کا گھر بسانے میں نند اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

دیور

شوہر کا بڑا بھائی جیٹھ اور چھوٹا بھائی دیور کہلاتا ہے۔ شوہر کے بھائی ہونے کی وجہ سے عزت واحترام حدود کے ساتھ لازم ہے۔ رشتوں کو عزت دینا اور حد میں رکھنا رشتوں کی خوبصورتی ہے ورنہ ادب آداب کا خیال نہیں رہتا اور مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جیٹھ

یہ شوہر کے بڑے بھائی ہوتے ہیں والد کے بعد گھر میں اور باہر معاملات اور فیصلے جیٹھ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ شوہر کے بڑے بھائی ہونے کے ناطے گھر میں سب ان کا احترام کرتے ہیں۔ نئی بہو کو بھی چاہئے کہ وہ سسرال میں اپنے سے بڑوں کو احترام کرے۔

لڑکی ذہن سازی

صفائی

شادی کے حوالے سے لڑکی کی ذہن سازی میں صفائی ایک بہت ضروری اہم نقطہ ہے۔ شادی سے پہلے لڑکیاں صفائی کا اتنا خیال نہیں رکھتیں لیکن شادی کے بعد ان کا صفائی کا خیال رکھنا ان کی نفسیاتی، جسمانی اور ارد گرد کے ماحول پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اس سے ان کی شخصیت پہچانی جاتی ہے۔ بچیاں خود بھی اور والدین بھی خاص طور پر اس چیز کا خیال رکھیں اور انہیں سمجھائیں کہ وہ شادی کے بعد اپنی صفائی کا کس طرح سے خیال رکھیں۔

پہلی بات

اپنی بیٹی کو یہ سکھائے کہ جس طرح اس کی بیٹی جب چاہے اپنے ماں باپ سے یا اپنے ذاتی پیسوں سے جوڑا لے لیتی تھی یا اپنی پسند کی چیزیں لے لیتی تھی اور فضول خرچی کرتی تھی اب کیونکہ وہ اپنی عملی زندگی کا آغاز کرنے جا رہی ہے تو اس کو اپنی اس روٹین کو بدلنا ہوگا اور سلیقہ مندی اور کفایت سے چلنا ہوگا تا کہ وہ ایک اچھی بیوی اور ایک اچھی ماں بن سکے۔

دوسری بات

بٹی کو ضرور یہ بات سمجھانی چاہیے کہ آپ توڑنے کمزور کرنے یا حملہ کرنے کے لیے نہیں بنی۔ آپ نے وہاں جا کر اپنا مقام مرتبہ ااور اپنی جگہ بنانی ہے۔ سب کو ساتھ لے کر

چلنا ہے۔ دیکھیں یہ جگہ دھیرے دھیرے بنتی ہے جیسے پودا زمین سے نکلتا ہے تو ایک ہی رات میں نکل کے جوان نہیں ہو جاتا۔ سسرال میں جا کر خود کو وہاں ایڈجسٹ کرنا ہوگا۔ وہ لوگ اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے بلکہ آپ کو خود ان کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ سب کو سمجھ کر چلنا ہوگا۔

تیسری بات

ایک اہم بات جو ہم اپنی بچیوں کو نہیں سکھاتے۔ سسرال میں جا کے جو لڑکیاں بہت جلدی کنٹرول لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہاں جا کے کنٹرول لینے کی جلدی نہیں کرنی۔ کنٹرول ان کی ماں کے پاس ہو سکتا ہے یا ان کی بہن کے پاس ہو سکتا ہے۔ سو یہ اپنے وقت اور تجربے کے بعد ملتا ہے۔

آخری بات

منہ زور لڑکی کسی مرد کو پسند نہیں آتی۔ اپنے گھر میں جیسے بھی ہوں سسرال جب جائیں تو وہاں منہ زوری یا زبان درازی نہیں دکھانی۔ فضول خرچی نہیں کرنی۔ ان کے اختیار پہ ان کے رشتوں پہ بہت جلدی قابض ہو کے کنٹرولنگ سیٹ سنبھالنے کی کوشش مت کیجئے گا۔ ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو ماں اور باپ کو سکھانی چاہیے۔

••□••

لڑکے کی ذہن سازی

جس طرح لڑکی کو اتنی لمبی چوڑی نصیحتیں کی جاتی ہیں اسی طرح والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے لڑکے کی بھی ذہن سازی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا محافظ اور ذمہ دار بنایا ہے ا۔ اس کو تحمل برداشت معاملہ فہمی بردباری شروع سے ہی سکھانی چاہیے۔ عورت ایک مرد کے اوپر ہی منحصر کرتی ہے۔ مرد کے ذہن میں یہ ڈالنا ہوگا کہ عورت کو کس طرح سمجھنا ہے اور کس طرح اس کو اپنے ساتھ ملا کے چلنا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورت کو دبانا یا اس پر کنٹرول کرنا ہے بلکہ اس کو اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے تاکہ آپس میں ذہنی ہم آہنگی ہو سکے۔

لڑکی بیوی بن کر اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور اپنا گھر چھوڑ کر آتی ہے تو لڑکے کو اس کی خوشی، تکلیف اور ضرورتوں کا خیال رکھنا ہے اور اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو درگزر کرنا ہے۔

مرد کی ذہن سازی اسی طرح کی کی جائے کہ اب وہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اٹھانے جا رہا ہے جس میں بیوی ہمیشہ اس کی ذمہ داری رہے گی۔ زندگی کے ہر قدم پر دکھ سکھ میں انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہے۔ کوئی بھی کام اکیلے نہیں کرنا بلکہ دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مشورے اور ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ چلنا ہے۔ چاہے وہ کھانا کھانا ہو، خریداری کرنی ہو، یا لین دین کرنا ہو، جتنی زیادہ ذہن سازی مضبوط ہوگی اتنی شادی شروع سے ہی اچھی بنیادوں پر استوار ہو کر چلے گی۔ یہاں یہ بات بتانا میں ضروری سمجھتی ہوں کہ لڑکا اگر اپنے گھر والوں کے ساتھ معاملات کرتا ہے تو اس میں لڑکی کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح لڑکی اگر اپنے گھر والوں کے ساتھ معاملات یا لین دین کرتی ہے۔ اگر اس میں ذاتی طور پر کرتی ہے تو اس میں لڑکے کا کوئی لین دین نہیں ہے لیکن لڑکی

اگر لڑکے کے پیسے یا اس کی دی ہوئی چیزوں سے اپنے گھر والوں کی مدد کرتی ہے تو وہ اس کے لیے جائز نہیں ہوگا بلکہ اس سے اس کے لیے لڑکے کی اجازت کی ضرورت ہوگی۔ یہ سب باتیں ان کو پہلے سے پتہ ہونی چاہیں۔

لڑکا ایک بہت بڑی ذمہ داری اٹھانے جا رہا ہے تو اس کے لیے اسے اپنی پہلے والا لائف سٹائل بدلنا ہوگا۔ اب اُسے زیادہ تر وقت اپنی بیوی کو دینا ہوگا۔ اس کا خیال رکھنا ہوگا۔ پہلے جو سارا سارا وقت باہر دوستوں کے ساتھ رہنا، دیر سے اٹھنے اور جاگنے کے عادی ہیں وہ نظام نہیں چلے گا کیونکہ اب آپ نے عملی زندگی کی بنیاد رکھنی ہے۔ آپ کی بیوی جو آپ سے سیکھے گی وہی اپنے بچوں کو سکھائے گی۔ اس لیے اپنی عملی زندگی کو باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی کے ساتھ شروع کریں۔ شادی کے شروع میں اپنی زندگی کی منصوبہ بندی کریں۔ جو خصوصیات آپ اپنے بچوں میں دیکھنا چاہتے ہیں وہی پہلے ان کی ماں کو سکھائیں اور عملی طور پر دونوں میاں بیوی اس پر عمل پیرا ہوں تاکہ بچوں کی تربیت اس کے مطابق کرنے میں آسانی ہو سکے۔

••❑••

شادی کی تیاری

شادی سے پہلے کن موضوعات پر گفتگو اور جاننا ضروری ہے

شادی سے پہلے لوگوں کی ترجیحات اور اور دلچسپیاں مختلف ہوسکتی ہیں لیکن کچھ اہم موضوعات ہیں جن کے بارے میں بات کرنا ضروری ہے۔

- ...... شادی کی تاریخ اور وقت کا تعین
- ...... مہمانوں کی لسٹ بنانا
- ...... کارڈ چھپوانا
- ...... دعوت نامے بھیجنا
- ...... تقریب کے لیے جگہ کا تعین کرنا
- ...... بجٹ بنانا
- ...... جہیز کے سامان کی لسٹ بنانا
- ...... تحائف اور لین دین کے بارے میں بات کرنا
- ...... شادی کے معاہدے اور تفصیلات کے بارے میں گفتگو کرنا
- ...... شادی میں آئے مہمانوں کے رہنے کی جگہ کا اہتمام کرنا
- ...... کچھ ضروری دوائیاں اور فرسٹ ایڈ باکس
- ...... تقریبات کی تیاری اور تفصیل

رسم ورواج

ہرعلاقے کی اپنی ثقافت اور رسم و رواج ہوتے ہیں۔ معاشرے میں رہتے ہوئے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ شادی سے پہلے دونوں خاندان اپنی اپنی روایات اوررسم ورواج سے اچھی طرح آگاہ کریں۔ ویسے تو شادی دوگواہوں کی موجودگی میں سادگی سے بھی کی جاسکتی ہے۔لیکن کچھ لوگ اپنی روایات اور رسم ورواج میں جکڑے ہوتے ہیں اس سے وہ باہر نہیں نکل سکتے۔ کچھ علاقوں کے رسم ورواج اتنے عجیب وغریب ہوتے ہیں کہ بہت ساری شادیاں صرف رسم ورواج کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہیں۔کئی باراتیں صرف رسم و رواج کی وجہ سے شادی کے دن واپس چلی گئیں۔ لہٰذا پہلے سے دوسرے معاملات کی طرح اپنے اپنے علاقے کی رسم ورواج سے ایک دوسرے کوضرور آگاہ کریں۔ ہرعلاقے کی تقریب کے لحاظ سے ہرموقع کے مختلف رسومات ہوتی ہیں۔ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسم ورواج اچھے یابُرے فائدہ مند یا نقصان دہ ہیں کیونکہ یہ وہ رسم وروج اورروایات ہیں جن سے لوگ محبت کرتے ہیں اورشادی بیاہ کی تقریب کا ضروری حصہ سمجھتے ہیں۔

شادی کی منفی روایات

شادی کی تقریبات کوکئی دنوں تک پھیلا دیا گیا ہے۔جس میں بہت زیادہ دکھاوا اور بے جا رسم ورواج شامل ہوتے ہیں۔اسراف اور بہت زیادہ فضول خرچی گھر اورسٹیج کی حد سے زیادہ سجاوٹ یا اونچی آواز میں ڈیک پر گانے لگانا اذان اورنماز کے اوقات کا خیال نہ رکھنا اس سے اردگرد کے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔

شادی کی تیاری

تاریخ پکی ہونے کے بعد شادی کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ دلہن کی خریداری، دلہن کے لیے پارلر کی بکنگ، درزی سے کپڑے سلوانے کا مرحلہ، گھر میں صفائی، گھر اور باہر کے دوسرے کام، اور شادی کی مختلف تقریبات کی تیاری شامل ہے۔

شادی کی تقاریب

شادی اس تقریب کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت اپنے والدین رشتہ داروں اور گواہوں کی موجودگی میں اپنی رضامندی سے ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں۔ اس کا اعلان بہت ضروری ہوتا ہے۔

شادی ویسے تو ایک مذہبی عمل ہے۔ دو گواہوں کی موجودگی میں سادگی سے بھی ہو جاتی ہے لیکن اس کی تقریب کو مذہب، قانون، ثقافت اور علاقے کے رسم ورواج کے مطابق سرانجام دیا جاتا ہے۔ یہ ایک خوشی کا موقع تصور کیا جاتا ہے۔ روایتی شادی کی کچھ روایتی تقاریب ہوتی ہیں۔ لیکن آجکل کے دور میں لوگوں نے یہ تقاریب بڑھالی ہیں جیسے قوالی نائٹ، بہت زیادہ منائی جا رہی ہیں َاسی طرح ڈھولکی بھی کافی دن پہلے سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس میں لڑکے کی ماں، بہنیں بھابھیاں، کزنز، تمام رشتہ دار اور محلے کی خواتین مل کر ڈھولکی پر روایتی گانے گاتی ہیں اور اپنی خوشی کا اظہار کرتی ہیں۔ آج کے دور میں لڑکی لڑکے والے پہلے نکاح کر لیتے ہیں اور پھر تقریب ایک ساتھ رکھ لیتے ہیں۔ ان کے خیال میں اس طرح خرچہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اس موقع پر دونوں خاندانوں کی آپس میں ملاقات ہو جاتی ہے۔

مایوں، تیل

مایوں کی رسم شادی سے آٹھ دس دن پہلے شروع ہو جاتی ہے۔اس میں لڑکی اپنی باہر کی مصروفیات کو ختم کر کے اپنے آپ پر توجہ دیتی ہے۔ یہ صدیوں سے رسم چلتی آ رہی ہے۔اس کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ یہ دن لڑکی کے لیے بہت خاص ہوتے ہیں۔ان خاص دنوں میں لڑکی کو شادی والا روپ چڑھتا ہے۔اس دورانیے میں لڑکی شادی کے لیے اپنا ذہن بناتی ہے اور اپنا خیال رکھتی ہے۔ پارلر والے بھی آٹھ دس دن پہلے سے لڑکی کو بلا لیتے ہیں۔ان دنوں میں لڑکی کی توجہ صرف اپنے اوپر ہونی چاہئے۔اس میں وہ بالوں پر تیل لگائے اور خوراک کا خیال رکھے۔ پانی کا استعمال زیادہ کرے۔اپنی نیند پوری کرے۔کچھ دن آرام کرے تا کہ جسم اور دماغ سکون محسوس کرے۔اس کی ایک تو بنیادی وجہ یہ ہے کہ شادی کا دن تھکا دینے والا ہوتا ہے۔اس دن کے لیے خود کو تیار کرے۔اور دوسرا لڑکی اپنا خیال رکھ سکے۔شادی سے آٹھ دس دن پہلے تک شادی کی خریداری مکمل کر لیں ویسے تو چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے آخر تک بازار جانا پڑتا ہے لیکن کوشش کریں کہ لڑکی کی خریداری پہلے کر لیں تا کہ آخری دنوں میں اسے بازار نہ جانا پڑے۔لڑکی کی آگے ذمہ داریوں والی زندگی شروع ہونے جا رہی ہے اس کے لیے شادی سے پہلے آٹھ دس دن پہلے ذہنی، جسمانی، آرام بہت ضروری ہوتا ہے۔اگر لڑکی ملازمت کرتی ہے تو اسے چاہئے کہ شادی کے کچھ دن پہلے چھٹی لے اور مکمل آرام کرے۔کچھ لڑکیاں ملازمت کرتی ہیں ان کے پاس اپنی ذات کے لیے وقت نہیں ہوتا، کچھ لڑکیاں سارا گھر سنبھالتی ہیں شادی سے پہلے اپنے والدین کے گھر بہت ساری ذمہ داریاں اٹھاتی ہیں، یا کوئی اور ایسا کام کرتی ہیں یا کام نہ بھی کرتی ہوں تب بھی شادی سے پہلے کچھ دن آرام ضروری ہے۔خود کو توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔اس دوران شادی کے حوالے سے ذہن سازی ہوتی ہے۔

رسم حناء

مہندی شادی کی ایک اہم تقریب ہے۔ جسے ایشیا کے تمام ممالک اپنے اپنے علاقے اور تہذیب کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس رسم کو اپنے اپنے علاقے کے مطابق اس رسم کو ادا کیا جاتا ہے۔اس میں ہر علاقے کا اپنا طریقہ کار ہے۔کچھ لوگ نکاح پہلے کر لیتے ہیں دلہا اور دلہن کو ساتھ بٹھا کر مہندی کی رسم ادا کرتے ہیں۔کچھ لوگ علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے گھر پر کرتے ہیں یعنی دلہن والے اپنے گھر اور دلہا والے اپنے گھر یہ تقریب رکھتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور عزیز و اقارب کو مدعو کرتے ہیں۔کچھ لوگ مہندی کی تقریب کو گھر پر کرتے ہیں اور کچھ شادی حال اور ہوٹلوں میں کرتے ہیں۔ اس رسم میں دلہا اور دلہن کے قریبی دوست اور کزنز مہندی لے کر آتے ہیں اور خوب ہلہ گلہ کرتے ہیں اور اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔اس رسم حنا میں گھر کے بڑے بزرگ دلہا دلہن کے ہاتھ پر مہندی لگا کر رسم کا آغاز کرتے ہیں۔اس کے بعد تمام دوست عزیز و اقارب یہ رسم ادا کرتے ہیں۔رسم کے بعد آنے والے مہمانوں کو مٹھائی اور کھانا کھلایا جاتا ہے۔اپنے اپنے علاقے اور ثقافت کے مطابق گانے گائے جاتے ہیں اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔یہ ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے۔تمام دوست احباب جمع ہوتے ہیں اور اپنے تمام دکھ پریشانیاں ناراضگیاں بھلا کر تقریب کا لطف اٹھاتے ہیں۔

یہ تمام روایات اور رسوم کی کوئی حکمت ضرور ہوگی جو پرانے وقتوں سے چلی آرہی ہیں۔

بارات اور سہرابندی

مہندی سے اگلی تقریب بارات کی ہوتی ہے۔ برات والے دن دلہن پارلر سے تیار ہوتی ہے۔ دلہا گھر پر یا وہ بھی پارلر سے تیار ہوتا ہے۔ بارات جانے سے پہلے گھر پر دولہے کی سہرا بندی کی جاتی ہے جس میں دولہے کو مالا پہنائی جاتی ہے۔بہنیں سرمہ کی رسم کرتی ہیں اور انہیں اس رسم کا معاوضہ دیا جاتا ہے والدین اور گھر کے بڑے بزرگ پھولوں کی مالا اور کُلاہ پہناتے ہیں اس کے بعد بارات لڑکی کے گھر کی طرف روانہ ہو جاتی ہے۔

لڑکا اپنے والدین دوستوں،عزیز و اقارب کے ساتھ لڑکی کے گھر اسے لینے آتا ہے جس کو بارات کی تقریب کہتے ہیں۔اس میں اگر پہلے سے نکاح نہیں ہوا تو بارات کی آمد کے بعد نکاح ہوتا ہے اور مبارک باد کی مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے اس کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کی بارات کے حوالے سے بھی رسم و رواج ہوتے ہیں جیسے بارات کا استقبال کرنا، دولہے کا راستہ روکنا،سٹیج پر دولہا اور دلہن کے دوستوں کی آپس میں تکرار، دودھ پلائی وغیرہ

بعد میں رخصتی ہوتی ہے۔یہ تقریب لڑکی والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ کچھ لوگ گھر پر اس تقریب کا اہتمام کرتے ہیں اور کچھ لوگ شادی ہال اور ہوٹلوں میں منعقد کرتے ہیں۔اس تقریب میں اپنی استطاعت کے مطابق عمدہ کھانے پکائے جاتے ہیں۔ تقریب میں آنے والے تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔دلہا دلہن کو تحائف دیئے جاتے ہیں اور اچھے نیک ساتھ اور مستقبل میں ایک ساتھ رہنے کی دعائیں دی جاتی ہیں۔

حق مہر

حق مہرلڑکے کی آمدنی اوراستطاعت کے مطابق طلب کریں تاکہ اس سے وقتی طور پر دینا آسان ہو۔لڑکا اگرخودلڑکی کے نام مکان،زیور،گاڑی یااس قسم کی کوئی چیزاپنی مرضی سے نام لگوانا چاہتا ہےتو یہ ایک خوش آئند بات ہے۔کچھ لوگ حق مہر میں پیسے، مکان،زیورنام لگوالیتے ہیں جوکہ مناسب نہیں۔اسی طرح لڑکے والےلڑکی والوں سے جہیز میں کچھ مانگ لیتے ہیں گاڑی موٹرسائیکل یا کاروبار کے لیے پیسے مانگ لیتے ہیں تو یہ بات بھی مناسب نہیں ہے۔حق مہربھی باہمی رضامندی سے پہلے طے کرلینا چاہیے۔

نکاح

نکاح ایک دینی معاہدہ ہے۔اس کی ادائیگی کے لیےلڑکی اورلڑکے کی طرف سے دودومردگواہان کی ضرورت ہوتی ہے۔جن کی موجودگی میں باپ اپنی بیٹی کواس کے دائمی ہمسفر کےحوالےکرتا ہے۔اس معاہدے کی رو سے دونوں کےایک دوسرے پرحقوق وفرائض ہیں جن کا پورا کرنا دونوں کی ذمہ داری ہے۔دونوں میاں بیوی مل کراس معاہدے کےمطابق زندگی گزارتے ہیں۔لڑکالڑکی کوچاہئے کہ وہ نکاح کی اہمیت کوسمجھیں اوراسےشعوری طور پر قبول کریں۔نکاح ایک دینی عمل ہے۔اس کا عمل عین اپنے مذہب پرایمان لانے کے مترادف ہے۔اس کی بھی وہی شرائط ہیں جوکہ ایمان لانے کی ہیں یعنی دل،نیت اورسوچ کے ساتھ شعوری طور پراس رشتے کوقبول کریں اور پھرجیسے بھی حالات ہوں اس پر ثابت قدم رہیں۔کیونکہ آپ نے اپنے شریک حیات کواللہ اوراس کے رسول کوگواہ بنا کرقبول کیا ہے۔اس لیےاپناتعلق ان کے بتائے ہوئے اُصولوں کےمطابق گزاریں۔

نکاح کا اعلان

نکاح کا اعلان بہت ضروری ہے تا کہ معاشرے میں لوگون کو پتہ چلے کہ فلاں مرد کا فلاں عورت سے نکاح ہو گیا ہے۔ وہ اب دینی اور قانونی طور پر میاں بیوی کی حثیت سے معاشرے میں زندگی گزار سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی ذمہ داریاں اٹھانے کے پابند ہیں تا کہ وقت ضرورت معاشرہ خود بھی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں مدد کر سکے۔ اگر ان معاملات میں غفلت ہو تو گرفت کر سکے۔اسی لیے نکاح کو ثبوت کے لیے کم از کم دو گواہوں کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔اس کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

خطبہ

نکاح چونکہ ایک دینی معاہدہ ہے اور ہر مذہب نے اس کی تائید کی ہے۔اس موقع پر خطبہ یا ضروری ہدایات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔جس میں ان کے مذہب کے مطابق میاں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ایک دوسرے کے حقوق فرائض کو پورا کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ دکھ سکھ میں ساتھ نبھانے کا عہد لیا جاتا ہے۔ایک دوسرے سے ہمدردی احساس اور محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ وفادار رہنے کا درس دیا جاتا ہے۔

قبول ہے

نکاح کا سب سے اہم مرحلہ قبول ہے کا ہے ۔جس میں لڑکا اورلڑکی ایک دوسرے کو اپنے عزیزواقارب کے ہمراہ تین بار قبول ہے کہتے ہیں۔اس عمل کے بعد لڑکا شوہر اور لڑکی بیوی کے رشتے میں بندھ جاتے ہیں۔اس موقع پر مٹھائی بانٹی جاتی ہے۔اور لڑکا اور لڑکی کے گھر والے مہمانوں اور دوستوں سے مبارک باد وصول کرتے ہیں۔

روایات ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں ویسے تو ہر علاقے کی اپنی اپنی روایات ہوتی ہے۔لیکن یہ ایک دلچسپ روایت ہے۔ جسے زیادہ تر قبائلی علاقوں میں ادا کی جاتی ہے۔ جب نکاح ہوجاتا ہے تو لڑکا اور لڑکی اپنے کسی ایسے دوست کو تھپڑ مارتے ہیں۔جس کی شادی نہ ہورہی ہو تو اس کے اس تھپڑ مارنے کے بعد شادی ہوجاتی ہے۔ ویسے تو یہ بڑی مضحکہ خیز بات لگتی ہے لیکن شادی پر لوگ اس روایت سے بہت لطف اندوز ہوتے ہیں۔اسی طرح ہر علاقے کی اپنی اپنی روایات اور رواج ہیں۔

جہیز

دوسرے تمام تر شادی کے مراحل میں جہیز بھی ایک بہت اہم ترین رکن ہے۔ جس کے بغیر شادی مکمل نہیں ہوتی ہے۔ یہ لڑکی کے والدین تحفے کے طور پر اپنی بیٹی کو جہیز میں دیتے ہیں۔ ویسے تو ہر والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر جہیز دیں۔ ماں بیٹی کے پیدا ہوتے ہی اس کا جہیز جمع کرنے لگ جاتی ہے۔ گھر میں آنے والی ہر چیز کو الماری میں سنبھال کر رکھا جاتا ہے کہ بیٹی کے جہیز میں دیں گے۔ اب وقت بدل گیا ہے۔ آئے روز نئے نئے ڈیزائن اور ماڈل آتے رہتے ہیں ہر مہینے فیشن بدل جاتا ہے۔ اس لیے موقع پر ضرورت کے مطابق جہیز دیں لیکن جہیز اپنی حیثیت کی بجائے لڑکے کی حیثیت کے مطابق دیں تا کہ کہ لڑکا اور اس کے والدین نفسیاتی دباؤ کا شکار نہ ہوں یا پھر لڑکی اپنے دماغ میں اپنے جہیز کو کمزوری نا بنا لے۔ لڑکی کی شادی کے حوالے سے ایسی تربیت کریں کہ وہ جہیز کی بجائے اچھا اخلاق اور اچھی تربیت ساتھ لے کر جائے۔ خاوند کے گھر کو اپنا گھر سمجھے۔ پہلے والدین اور سسرال والے لڑکی کو سونا ڈالتے تھے پرانے وقت میں ہار، کانٹے، اور کنگن بہت مشہور ہوتے تھے یہ ساس نشانی کے طور پر اپنی بہو کو دیتی تھی یہ ایک خاندانی روایت سمجھی جاتی تھی اور نسل در نسل چلتی تھی۔ اب بھی کہیں روایتی خاندانوں میں ایسا ہوتا ہے۔ لیکن سونا پہنانے کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ مہنگائی بہت زیادہ ہے۔ ہر بندہ استطاعت نہیں رکھتا، پرانے زمانے میں زیادہ تر شادیاں اپنے خاندانوں میں ہوتی تھیں۔ اس لیئے دیا گیا زیور یا جہیز خاندان میں ہی رہ جاتا تھا۔ اس وقت لڑکی کے سسرال سے آئے جہیز کی قدر بھی کی جاتی تھی۔ لیکن اب وقت بدل چکا ہے اس لیے زیادہ جہیز یا سونا دینا مناسب نہیں۔ شادی سادگی سے کریں تا کہ دونوں والدین پر بوجھ نہ پڑے۔

لڑکی کو سسرال کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔اپنے مذہب کے مطابق سادگی سے شادی کریں۔نہایت ضرورت کے سامان کے جیسے بیڈ، بستر ،ایک کمرے میں چند ضرورت کی چیزیں دیں۔باقی شادی کے بعد حالات واقعات اور ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ لیکر دیتے رہیں شادی کو بالکل سادہ رکھیں جتنی سادہ اور کم خرچ ہوگی اتنی برکت ہوگی نبھانے میں آسانی ہوگی۔شادی نہ کچھ لینا نہ کچھ دینا یعنی نہ لڑکے والوں پر کوئی ڈیمانڈ یا بوجھ ہو اور نہ لڑکی والوں پر بلکہ شریعت کی بنیاد پر کریں اس سے دکھاوا کا عنصر نہیں آئے گا۔وقت کے ساتھ ساتھ مختلف مواقع پر تحائف کی صورت میں دیئے جا سکتے ہیں۔

رخصتی

نکاح کے بعد لڑکی کنواری سے شادی شدہ ہو جاتی ہے۔لڑکی کی حیثیت بیٹی سے بیوی میں بدل جاتی ہے۔وہ والد کی ذمہ داری سے نکل کر شوہر کی ذمہ داری میں آ جاتی ہے۔ باپ خود اپنی بیٹی کو اس کے دائمی ہمسفر کے حوالے کرتا ہے۔رخصتی نکاح کے عمل کو مکمل کرتی ہے۔رخصتی سے مراد یہ بھی ہے کہ لڑکی اپنے والدین کے گھر سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئی۔اب اس کی حیثیت بیوی کی ہے۔ بیوی کی حیثیت سے ذمہ داریاں حقوق اور فرائض بدل گئے ہیں۔اس کی زندگی کا نیا باب شروع ہو گیا ہے۔اب وہ والدین کے گھر مہمان کی حیثیت سے جائے گی اور والدین کے گھر کی بجائے سسرال کو اپنا گھر سمجھے گی۔اب وہ آپ کی بھابیوں کا گھر ہے کچھ لڑکیاں شادی کے بھی والدین کے گھر جا کر کئی کئی دن رہتی ہیں پہلے جیسا اپنا حق جتاتی ہیں اور وہاں کے معاملات میں دخل دیتی ہیں۔اس سے ان کی بھابیاں اور والدین تنگ ہوتے ہیں۔وہ بیٹی کی ہمدردی میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتے لیکن پسند بھی نہیں کرتے۔ والدین بیٹی سے لاکھ ہمدردی کر لیں لیکن بیٹی سسرال میں ہی اچھی لگتی ہے۔نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ کوشش کریں کہ جس دن نکاح ہو اسی دن رخصتی کر دی جائے۔ والدین کی ذمہ داری جتنی جلدی ادا ہو جائے اتنا بہتر ہے۔لڑکی کی رخصتی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر کرنا مناسب بات نہیں کیونکہ موبائل کا دور ہے نکاح کے بعد بچے آپس میں کھل کر بات کرتے ہیں جو کہ ٹیلی فون پر ہوتی ہے اس سے ایک تو جذبات منتشر ہوتے ہیں دوسرا آپس میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ خاندانوں میں لڑائی اور معاملات بگاڑ کی طرف چلے جاتے ہیں۔نکاح اور رخصتی میں کم سے کم وقت رکھا جائے۔

ولیمہ

ولیمہ شادی کے اگلے دن نکاح ہونے کا اعلان ہے ۔ یہ رخصتی کے اگلے دن لڑکے والوں کی طرف سے ہوتا ہے۔کچھ لوگ اسے گھر پر اور کچھ لوگ ہوٹل یا ہال میں کرتے ہیں۔اس میں دلہا کے رشتہ دار، دوست احباب شرکت کرتے ہیں اور لڑکی کے گھر والے بھی شرکت کرتے ہیں یہ دولہا دلہن کی رشتہ داروں ،عزیز و اقارب اور دوستوں کے ساتھ دعوت ہوتی ہے جس میں دلہن کا سب کو تعارف کروایا جا تا ہے۔آنے والے مہمان دولہا دلہن کو سلامی اور منہ دکھائی پیش کرتے ہیں اور دونوں کو ہمیشہ خوش رہنے اور ساتھ رہنے کی دعا دیتے ہیں۔تقریب کے آخر میں سب کو کھانا کھلایا جا تا ہے۔

رشتوں کے مسائل

نکاح اگر وقت پر نہ ہو تو بہت سارے نفسیاتی ،روحانی ،جسمانی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔اس وقت جتنے بھی معاشرتی اور خاندانی مسائل ہیں ان میں سے 60 سے 70 فیصد نکاح نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ہم نے نکاح کو مختلف رسم و رواج، روایات، خریداری اور دوسری چیزوں کا مجموعہ سمجھ لیا ہے جس سے نکاح کا اصل مقصد نظرانداز ہو جاتا ہے۔نکاح کو بہت ہی سادہ اور آسان بنائیں تا کہ بعد کی زندگی خوشگوار اور پرسکون گزر سکے۔

رشتوں کے مسائل ہر طبقے میں موجود ہیں لیکن طبقے کے لحاظ سے ان کے مسائل کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔

بچے جب جوان ہو جائیں تو ان کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھیں۔زندگی کے ہر

معاملے میں ان کے ساتھ گفتگو کریں تاکہ ان کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی ہو سکے اور وہ کھل کر اپنے خیالات، جذبات اور پسند کا اظہار کر سکیں۔ جب بچوں کی شادی کی عمر ہو تو ان کو باقاعدہ طور پر رشتوں کے معاملات میں اعتماد میں لیں۔ رشتہ دیکھنے کے حوالے سے اپنے بچوں کی رائے معلوم کریں کیونکہ بعض اوقات والدین بچوں کو بتائے بغیر ان کا رشتہ طے کر دیتے ہیں یا ان کو بتائے بغیر رشتے کی بات چلا دیتے ہیں جس کے لیے بچے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتے اور وہ اس بات کو قبول نہیں کرتے۔ کچھ والدین بچوں کی نسبت بچپن میں ہی طے کر دیتے ہیں جو بعد میں بڑے ہو کر اس کو ذہنی طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ رشتے کی بات کرنے سے پہلے باقاعدہ طور پر اپنے بچوں کو بتائیں اور انہیں اعتماد میں لیں اور انہیں ذہنی طور پر تیار کریں۔ رشتہ تلاش کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اس میں کسی اور رشتہ دار کو شامل نہ کریں۔ کچھ لوگ اپنے پورے خاندان کو شامل کر لیتے ہیں اور بعض اوقات سارے لوگ مل کے ایک فیصلہ کر ہی نہیں پاتے اور عمر نکل جاتی ہے۔

یہ رواج عام ہے کہ لڑکا پڑھا لکھا ہو سرکاری نوکری، کار بینک بیلنس اور ذاتی مکان وغیرہ اس کے نام ہو۔ آج کل کا جو ماحول اور تربیت ہے وہ سب کو پتہ ہے۔ جیسے لڑکے ہیں ویسی ہی لڑکیاں ہیں۔ ایسے میں ہمیں کمپرومائز کرنا ہی پڑتا ہے۔

خوابوں میں رہنے کے بجائے حقیقت پسندانہ رویے کو اپنائیں۔ نہ تو آپ کا لڑکا شہزادہ ہے اور نہ ہی لڑکی کسی بادشاہ کی شہزادی ہے۔ کوشش کریں کہ آپ حقیقت میں رہتے ہوئے فیصلہ کریں۔ اپنی بیٹی کو گھر پر بٹھا کر بوڑھا کرنے سے بہتر ہے کہ کسی اچھے شریف معقول انسان سے اس کی شادی کر دیں تاکہ وہ جوانی میں ہی اپنی اولاد کو دیکھ سکے۔ آج کل کے اس مشکل دور میں چیزوں کو سہارا نہ بنائیں بلکہ مناسب جوڑ جوڑنے کی کوشش کریں 30 سال سے عمر گزر جائے تو لڑکی کی عمر ڈھلنے لگتی ہے اور بہت سے نفسیاتی اور میڈیکل کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

باہر ملک کے رشتے

بعض اوقات لوگ باہر کے رشتوں کو ترجیح دیتے ہیں کہ لڑکا باہر سے کما رہا ہے ۔لوگ اپنی بیٹی کو پیسوں کے چکر میں باندھ دیتے ہیں ۔ وہاں ان کے اپنے مختلف مسائل ہوتے ہیں۔جس کی بہت ساری وجوہات ہوتی ہیں جو لڑکیوں کیلیے ذہنی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔

ذات، برادری

لوگ ذات، برادری ،وغیرہ کے چکر میں الجھے رہتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کی عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ایک اچھے با اخلاق اور با کردار انسان کا انتخاب آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

جائیداد

متوسط طبقے میں جائیداد کے مسائل بہت زیادہ ہیں ۔جائیداد کی وجہ سے لوگ اپنی بیٹیوں کی شادیاں اپنے خاندان سے باہر نہیں کرتے ۔انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ ان کی جائیداد خاندان سے باہر چلی جائے گی ۔اسی ڈر کی وجہ سے وہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں یا تو کرتے ہی نہیں یا بے جوڑ کر دیتے ہیں۔جس میں بعض اوقات لڑکی بہت چھوٹی اور مرد بہت زیادہ عمر کا ہوتا ہے اور کبھی مرد بہت چھوٹی عمر کا ہوتا ہے اور لڑکی بہت زیادہ عمر کی ہوتی ہے۔ ساری عمر ان دونوں کی آپس میں ذہنی ہم آہنگی نہیں بن پاتی اور نہ ہی وہ اس رشتے کو ذہنی طور پر قبول کرتے ہیں۔

تعلیم

پڑھائی مکمل کرنے کے چکر میں لڑکیاں اپنا وقت اور اچھے رشتے ضائع کر دیتی ہیں بعد میں ان کی پڑھائی تو مکمل ہو جاتی ہے لیکن ان کو اچھے رشتے نہیں ملتے۔ شادی تعلیم یا کسی بھی کام میں رکاوٹ نہیں ہے۔ جب بھی مناسب رشتہ آئے تو شادی کر لینی چاہئے۔ تعلیم بعد میں بھی جاری رکھی جا سکتی ہے۔

کچھ لڑکیاں زیادہ پڑلکھ جاتی ہیں اور ان کے اپنے ہم پلہ رشتہ نہیں ملتا یا وہ ان کے برابر کا رشتہ نہیں ملتا جس کی وجہ سے لڑکیوں کے رشتے نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح لڑکوں میں شادی کی تاخیر کی بھی مختلف وجوہات ہیں۔

پہلے پیروں پہ کھڑا ہو جائے
اچھی نوکری مل جائے
اپنا مکان بن جائے
گاڑی لے لوں
بینک بیلنس کر لوں
باہر چلا جاؤں
پہلے بہنوں کی شادی ہو جائے

لڑکوں کے بے شمار ایسے مسائل ہیں جس کی وجہ سے ان کی شادیاں لیٹ ہو جاتی ہیں حالانکہ ان سب چیزوں کا شادی سے کوئی تعلق نہیں۔

پیشے کا فرق

کچھ لوگ اس لیے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ مولوی کی بیوی عالمہ، وکیل کی بیوی وکیل، اسی طرح ڈاکٹر کی شادی ڈاکٹر سے ہونی چاہیے تو اس میں لوگ پیشہ برائے پیشہ شادی کے انتظار میں بیٹھے رہ جاتے ہیں۔

جہیز

شادیوں میں تاخیر کی بڑی وجہ جہیز بھی ہے۔ بہت ساری لڑکیاں جہیز کی وجہ سے اپنے گھروں میں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔لڑکے والے بہت زیادہ جہیز کی ڈیمانڈ کرتے ہیں۔اب تو موٹر سائیکل، گاڑی اور گھر نام کرانے کی بھی فرمائش کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری لڑکیاں گھر بیٹھی رہ جاتی ہیں۔

مسلک

اس وقت معاشرے میں بہت زیادہ مسالک ہیں اور ہر مسلک کے اپنے اپنے پیروکار ہیں۔کوئی بھی مسلک دوسرے مسلک میں رشتہ کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہر مسلک کا عقیدہ اور نظریہ مختلف ہے۔کوئی دوسرے مسلک کو اپنانا نہیں چاہتا جس کی وجہ سے بہت ساری بیٹیاں اپنے اپنے مسالک اور عقیدوں کی وجہ سے گھر بیٹھی ہیں۔ حالانکہ دین اور مسلک ہر انسان کی ایک ذاتی پسند ہے اس کا شادی سے کوئی تعلق نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلک کے حوالے سے اگر کچھ باتیں پہلے سے طے کر لی جائیں تو بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

آئیڈیل رشتے کی تلاش

معاشرے میں یہ تصور عام ہے کہ لڑکی کی عمر کم ہو لیکن تعلیم پی ایچ ڈی ہو۔ گھر کا کام کاج بھی سارا جانتی ہو، خدمت کرنے والی بھی ہو، جاب بھی کرتی ہو اور وہ ساری چیزیں ہوں جو کہ صرف فرشتوں میں پائی جاتی ہیں۔ کچھ لڑکیاں اپنے ذہن میں آئیڈیل بنا لیتی ہیں کہ لڑکے کے پاس گاڑی، بنگلہ، بینک بیلنس ہونا چاہیے تو وہ زیادہ امیر لڑکے کے رشتے کے انتظار میں بھی لڑکیاں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔

ایک لڑکا اپنے لیے رشتہ تلاش کر رہا ہے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو کیسی لڑکی چاہیے؟ اس نے جواب دیا کہ میری تو کوئی نہیں لیکن امی کہتی ہیں کہ لڑکی خوبصورت اور گوری چٹی ہونی چاہیے۔ پوچھنے والے نے اسے کہا! جس میں یہ ساری خوبیاں ہوں گی وہ پھر اپنی خوبصورتی کا خیال رکھے گی کیونکہ آپ نے اسے اسی خوبی کی وجہ سے پسند کیا ہے۔ وہ آپ کی اور آپ کی امی کی خدمت نہیں کرے گی۔

خاندانی مسائل

روایتی قسم کے لوگ اپنے خاندان سے باہر رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے اور اسی طرح اپنی بیٹیوں کی عمر ضائع کر دیتے ہیں اور بہت ساری ایسی لڑکیاں شادی کے بغیر ہی رہ جاتی ہیں۔

اسی طرح جب بہنیں غیر شادی شدہ ہوں تو بھائیوں کی شادیاں نہیں ہوتی کہ جب بہنوں کی شادیاں ہوں گی تو ہی بھائی کی شادی ہوگی۔ اور اسی طرح نہ تو بہنوں کی شادی ہوتی ہے اور نہ ہی بھائیوں کی۔ بھائی اگلی لڑکیوں سے وعدے کر کے بیٹھے ہوتے ہیں کہ جب بہنیں شادی کریں گی تو میں آپ سے شادی کروں گا تو وہ لڑکی بھی شادی نہیں کرتی کیونکہ وہ کسی کے انتظار میں وعدے وفا کر بیٹھی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر بڑی کی شادی نہ ہو تو چھوٹی کی عمر نکل جاتی ہے کیونکہ والدین چاہتے ہیں کہ پہلے بڑے کی شادی ہو اور اگر چھوٹی کی پہلے کر دیں تو لوگ باتیں کریں گے کہ بڑی کی بجائے چھوٹی کر دی ہے۔ اس چکر میں بڑی بہن بیٹھی رہ جاتی ہے اور بڑی کے چکر میں چھوٹی رہ جاتی ہے جو کہ لڑکیوں کے لیے کافی زیادہ ذہنی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر لڑکا بہنوں سے پہلے شادی کر لے تو وہ بھی ذہنی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جس کی شادی کی عمر ہو اور اس کے لئے اچھا اور بہتر رشتہ آئے تو کر دینا چاہیے۔ شادی، ذہنی، جسمانی اور معاشرتی ضرورت ہے اور ضرورت مجبوری نہیں دیکھتی۔ اس لیے اچھا رشتہ مل جائے تو شادی کر لینی چاہیے۔

کچھ لڑکیاں اور لڑکے اس لیے شادی نہیں کرتے کیونکہ وہ والدین کا واحد سہارا ہوتے ہیں۔ انہیں ڈر ہوتا ہے کہ وہ اگر شادی کر لیں گے تو ان کے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے کون کمائے گا، کون ان کا سہارا بنے گا؟ تو ان کے لیے یہ مشورہ ہے کہ آپ

اپنی شادی کی عمر ضائع نا کریں اور وقت پر شادی کریں کیوں کہ شادی کے بعد وہ ایک مضبوط حیثیت میں ہوں گے اور ان کا بہتر سہارا بن سکتے ہیں۔ کسی ایسے شریک حیات کا انتخاب کریں جو آپ کے مسائل کو سمجھے اور مدد کرے۔ شادی سے پہلے یہ بات مناسب طریقے سے کی جاسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پہلے کے وقت میں مرد تعلیم یافتہ باشعور ہوتے تھے اور ان کی بیویاں ان پڑھ مگر تربیت یافتہ اور باشعور ہوتی تھی۔ پڑھے لکھے مردان کے ساتھ گزارا کرتے تھے اور انہیں اپنے ساتھ لے کے چلتے تھے۔ وقت بدل چکا ہے اب لڑکیاں پڑھی لکھی باشعور ہیں۔ اب ان کو چاہیے کہ وہ کمپرومائز کریں اور بینک بیلنس گاڑی اور ذاتی مکان کے بجائے تربیت ،کردار اور ہنر کو ترجیح دیں تا کہ ایک اچھی زندگی گزر سکے۔ ظاہری شان وشوکت اور خوابوں میں رہنے کی بجائے حقیقت پسندانہ فیصلے کریں اور اخلاق اور شعور کو ترجیح دیں۔ دین اور اخلاقیات کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آپ ایک اچھے انسان کا انتخاب کریں اور اس کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔

مادی خواہشات

کچھ لڑکیاں اس لیے بھی شادی کے انتظار میں بیٹھی رہ جاتی ہیں ان کے والدین لڑکے کے اخلاق ،کردار اور رویے کی بجائے ذاتی مکان، سرکاری نوکری، گاڑی اور بنک بیلنس دیکھتے ہیں۔ یا پھر ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی کے نام کوئی پلاٹ ، گھر ، یا قیمتی چیز لکھوائی جائے۔

معاشرے میں طلاق یافتہ ،خلع یافتہ ، اور بیوہ کے رشتوں کے بھی بہت زیادہ مسائل ہیں۔

حسد، نظر بد اور جادو کے مسائل

معاشرے میں حسد، نظر بد اور جیلسی کے مسائل بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ مقابلہ بازی، انا، ضد، دکھاوا، یہ وہ تمام معاشرتی برائیاں ہیں جو کہ ہمارے معاشرے میں صرف رشتہ داروں میں پائی جاتی ہیں۔ خود رشتے دار ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہیں۔ وہی رشتہ دار جن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا بلکہ یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ لمبی عمر چاہتے ہیں تو رشتہ داروں سے اچھا سلوک کریں۔ اب وہی رشتہ دار ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ آپس کے رشتے بدنام ہو گئے ہیں۔ معاشرے میں مسائل اسی وجہ سے ہیں کہ ہم اپنے رشتہ داروں کی بجائے اجنبی لوگوں پر بھروسہ کر لیتے ہیں اور بعد میں پریشان ہوتے ہیں کہ لوگ اچھے نہیں نکلے۔ رشتہ داروں کے آپس کے لڑائی جھگڑے رشتوں پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ اکثر لڑکے لڑکی کی شادی اس لیئے نہیں ہو پاتی۔ رشتے دار نہ تو خود رشتہ کرتے ہیں اور نہ کہیں خاندان سے باہر ہونے دیتے ہیں۔ بنے بنائے گھر اجاڑ دیتے ہیں۔ آپس میں رشتے ہو نہیں پاتے اور اگر ہو جائیں تو چل نہیں پاتے۔ پھر یہ تمام معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں اور رشتوں کو خراب کرتی ہیں۔

غلط تجربہ

کچھ لڑکے لڑکیاں اپنی بہن بھائی رشتہ دار یا دوست کی شادی کے غلط تجربے کی وجہ سے شادی کرنے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کا تجربہ بھی ناکام نہ ہو جائے۔ اور کچھ والدین اپنے ذاتی تجربے اور ڈر کی وجہ سے اپنے بچوں کی شادی کی عمر نکال دیتے ہیں۔

لاڈ پیار

کچھ والدین اپنے بچوں کی لاڈ پیار اور اکلوتے ہونے کی وجہ سے شادی نہیں کرتے۔ ان کی نظر میں بچے کبھی بڑے ہو ہی نہیں پاتے۔

ہم پلہ رشتوں کی اہمیت

رشتہ اپنے ہم پلہ یعنی مذہبی اور معاشرتی طور پر اپنے جیسوں میں تلاش کریں۔ لڑکی لڑکے سے تعلیم، عمر میں کم ہو یعنی کہ لڑکے سے ایک درجہ کم ہو۔ اگر آپ ملازمت کرتی لڑکی کا رشتہ کریں گے تو آپ کو گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے ذاتی وقت کے لیے بھی قربانی دینی پڑے گی کیونکہ صبح نو سے پانچ ملازمت کرنے والی عورت آپ کو ہر وقت مسکرا کر نہیں ملے گی۔ آفس سے گھر واپسی پر آپ کا استقبال نہیں کرے گی۔ آپ اس کے ساتھ اپنا وقت گزارنے کے لیے اس کے وقت کا انتظار کریں گے۔ کیونکہ وہ بھی ملازمت کرتی ہے گھر کی ذمہ داری بھی ہے۔ اگر آپ گھریلو لڑکی سے شادی کریں گے تو وہ گھر میں آپ کی خدمت کرے گی گھر کے کام بہتر سرانجام دے گی وہ پھر آپ کے ساتھ پارٹی میں یا گھومنے پھرنے نہیں جائے گی۔ اس پر ہر وقت گھر کے کام سوار رہیں گے۔ اگر سیرت کی بجائے خوبصورتی کو اپنا معیار بنائیں گے تو لڑکی پھر ہر وقت بناؤ سنگھار میں رہے گی۔ نہ تو خدمت کرے گی نہ گھر کے کام کاج میں حصہ لے گی اور نہ ہی آپ پر توجہ دیگی کیونکہ آپ نے اسے خوبصورتی کی وجہ سے پسند کیا ہے اس لیے اس نے اپنی خوبصورتی کا ہی خیال رکھنا ہے۔

آئیڈیل اور پسند کا رشتہ ڈھونڈنے کی عمر ہوتی ہے لیکن جیسے ہی یہ عمر گزر جاتی ہے

تو آئیڈیل کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے اگر 18 سے 25 سال کے درمیان مطلوبہ آئیڈیل رشتہ مل جاتا ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اگر نہیں ملتا تو پھر آپ سمجھوتے والی اسٹیج میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ بیٹے کی نوکری۔ ذاتی مکان، گاڑی، اور لڑکی والے آئیڈیل اور پڑھائی کے انتظار میں بیٹی کی عمر نکل جاتی ہے۔ اپنے بچوں کی عمر کے حساب سے رشتہ کریں۔ شادی کی عمر کے دو سال پہلے رشتہ ڈھونڈنا شروع کر دیں اور اگر وقت آنے پر مطلوبہ رشتہ نہ ملے تو پھر 19 یا 20 فیصد سمجھوتہ کر کے ان کی شادی کا فیصلہ کریں۔

○......○......○

شادی نہیں ہو رہی تو کیا کریں

شادی نہیں ہو رہی تو کیا کریں؟ اس کتاب کو پڑھنے والے ان تمام قارئین کا یہ سوال ہوگا کہ شادی کے اتنے فائدے گنوا دیئے لیکن جن کی شادی کوشش کے باوجود نہیں ہو رہی وہ کیا کریں۔

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس دنیا میں اپنا نائب مقرر کیا اور انسان کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت پیدا کیا اس کائنات میں جتنا بھی علم ہے وہ پہلے انسان کے اندر سمویا ہے انسان صرف اس کو تراشتا ہے یا ایجاد کرتا ہے۔

شادی نہیں ہو رہی تو لوگ بہت زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں اور ڈپریشن اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔اس سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ رشتہ داروں کے درمیان رہتے ہیں ان کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ بار بار پوچھتے ہیں کہ رشتہ کیوں نہیں ہوا اس وجہ سے بھی بندہ ڈپریشن میں چلا جاتا ہے۔ بہت سارے لوگ معاشرتی دباؤ کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔

اگر شادی نہیں ہو رہی تو اس کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں:

- سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ کہیں آپ خود تو اس میں رکاوٹ نہیں ہیں۔
- خاندانی یا معاشرتی مسائل آڑے ہیں
- رشتے آتے ہیں لیکن معیار کے نہیں آتے
- خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں

○...... رشتے آتے ہیں لیکن پسند نہیں آتے

بہت سارے لوگوں کا ایک مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ پہلے کچھ کرنا چاہتے ہیں اپنی صلاحیتوں کو منوانا چاہتے ہیں اس لیے شادی نہیں کرنا چاہتے اس میں کافی وقت لگ جاتا ہے

اس کے لیے خود کو جاننا ضروری ہے۔ اللہ نے ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی صلاحیت اور ہنر ضرور رکھا ہے جس کے ذریعے سے خود کو جاننے اور دنیا میں اس کی پہچان کا سبب بنتا ہے سب سے پہلے خود کو پہچانیں کہ اللہ نے آپ کو کیا ہنر اور کمال دیا ہے اپنی صلاحیتوں کے ذریعے خود کو پہچانیں اور اسے اپنی طاقت بنائیں۔

ہم سب یہ بات جانتے ہیں کہ اس کائنات میں اللہ پاک نے کوئی چیز بے کار نہیں بنائی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے۔ اگر کوشش کے باوجود شادی نہیں ہو رہی تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اگر آپ اللہ کو اپنا خالق اور رب مانتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں تو آپ کو خود پر اور اللہ پر یقین ہونا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو بیکار پیدا نہیں کیا۔

اپنے اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پہچانیں اور اس مقصد کے ذریعے اس دنیا میں اپنی پہچان بنائیں۔ کہ اگر شادی نہیں ہو رہی تو اللہ آپ سے اس دنیا میں انسانیت کی خدمت کے لیے کوئی اور کام لینا چاہتا ہے اور ہوسکتا ہے وہی کام آپ کے لیے شادی کا ذریعہ بن جائے۔ اللہ انسان کو جو ہنر دیتا ہے یا صلاحیت دیتا ہے وہ اپنی پہچان اور دوسروں کی خدمت کا ذریعہ بنتا ہے اس لیے بجائے اس کے کہ آپ شادی کے انتظار میں اپنا وقت اور عمر ضائع کریں خود کو اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف کر لیں۔ خود کو اللہ سے قریب کریں وہ ہمارا خالق ہے ہمیں بہتر جانتا ہے۔ فارغ دماغ شیطان کا ہوتا ہے اس لیے کبھی فارغ نہ بیٹھیں۔

- ...... جو بھی آپ کو آتا ہے اس کو مزید نکھاریں
- ...... اس کے بارے میں غور وفکر کریں
- ...... اپنے مسائل پر بھی اللہ سے بات کریں اور سوچیں کہ اللہ آپ سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ ورزش، یوگا کریں
- ...... باوضو رہا کریں
- ...... صبح جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں
- ...... گھر کے کاموں میں حصہ لیں

انگریزی کا ایک محاورہ ہے کہ اگر آپ خو کو تلاش کرنا چاہتے ہیں تو خود کو دوسروں کی خدمت میں لگا دیں۔ خدمت اللہ کی رضا کی خاطر بے غرض بے لوث ہو۔ خدمت کے بہت سارے طریقے ہیں۔ اپنی صلاحیت اور ہنر سے انسانیت کو فائدہ دینا۔ انسانیت کی بہترین خدمت اپنے رشتوں کی خدمت ہے۔ اس لیے اپنے گھر والوں کو وقت دیں ان کا خیال رکھیں۔

اپنی کمزوری اور مجبوری کو اپنی طاقت بنائیں وہ تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب آپ خود کو پہچانیں گے خود کو خود عزت دیں کوشش شرط ہے اور جو کوشش کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

جتنے بھی لوگ آج تک اس دنیا میں کامیاب ہوئے ہیں وہ پہلے کئی مجبوریوں اور مشکلات سے گزرے ہیں اور بعد میں وہی مجبوری اور مشکل ان کی طاقت اور پہچان بن گئی۔

شادی کے انتظار میں زندگی ضائع نہ کریں یہ اللہ کی امانت ہے۔

◆◆□◆◆

بنت حوا فیملی کونسلنگ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ

بنت حوا فیملی کونسلنگ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے جو کہ خاندان کے باہمی مسائل کا حل اور اسے مضبوط بنانے کے لیے تربیت اور رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ خاندانی رشتوں کی باقاعدہ تربیت کی جائے تا کہ معاشرے میں خاندانی مسائل کو کم کیا جا سکے اور ایک مضبوط خاندان کی بنیاد رکھی جا سکے۔

زوج کتاب معاشرتی، خاندانی مسائل اور ذاتی تجربات و مشاہدات کو مدنظر رکھ کر لکھی ہے تا کہ نوجوان نسل شریک حیات کے انتخاب کے حوالے سے تربیت اور رہنمائی حاصل کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ادارہ خاندانی مسائل کے لیے مشاورت اور رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے تا کہ معاشرے میں بڑھتی طلاق و خلع کو کم کیا جا سکے اور رشتوں میں پیار و محبت اور اعتماد بحال ہو سکے۔ خاندان سے مراد صرف میاں بیوی نہیں بلکہ ان کے ساتھ جڑے وہ تمام رشتے ہیں جو کہ ایک مضبوط خاندان کی بنیاد بنتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں وہ تمام رشتے کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ لوگوں کا سگے رشتوں پر اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ نئے رشتے کے بنتے ہی سگے بہن بھائی ایک دوسرے دشمن بن جاتے ہیں۔ بھابھی ساس نند کو برداشت نہیں کرتی تو کہیں ساس بہو کے ساتھ اپنے بیٹے کی شراکت برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ بہن بھائی جو ساتھ پیدا ہوئے، ساتھ پلے بڑھے لیکن شادی کے بعد ایک دوسرے سے غیروں والا سلوک کرتے ہیں۔ وہ نندیں جن کی شادی نہیں ہوئی ہوتی وہ بھابھی کا جینا حرام کر دیتی ہیں تو کہیں بھابھی گھر آتے ہی ان کو فالتو سمجھنے لگتی ہے اور میاں

اوران کے بھائیوں کے درمیان دوری ڈال دیتی ہے۔کہیں بوڑھے ماں باپ بہو کے آنے کے بعد غیر اہم ہو جاتے ہیں تو کہیں بہو سسرال کے ظلم وستم کو شکار ہو جاتی ہے۔بہن بھائی رشتہ دینے یا نا دینے کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں ۔ یہ وہ تمام خاندانی مسائل ہیں جن کی وجہ سے خاندان کی بنیادیں دن بہ دن کمزور ہوتی جارہی ہیں۔میاں بیوی ایک دوسرے کے خلاف کورٹ کچہری کے چکر کاٹ رہے ہیں۔ان سے جڑے رشتے علیحدہ ذلیل وخوار ہورہے ہیں ۔ بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہورہے ہیں۔اسی وجہ سے معاشرہ بہت ساری برائیوں کا شکار ہے۔

لوگ اپنوں کی بجائے دوسروں کو اپنا ہمدرد سمجھنے لگتے ہیں۔دوسرے بھی دراصل اپنوں کے ستائے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے ان میں بھی وفا کرنے کی سکت نہیں رہتی ۔ لوگ اپنے ہی پیارے اور قریبی رشتوں کا معاشرے میں شکوہ کرتے نظر آتے ہیں۔ پہلے وقتوں میں رشتوں کی بڑی اہمیت ہوتی تھی لیکن اب وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی جگہ خود غرضی، مفاد پرستی اور مشینوں نے لے لی ہے جس کی وجہ سے انسانی رشتے نظر انداز ہو گئے ہیں۔ان کو سننے والا کوئی نہیں۔ مجھے پاکستان اور پاکستان سے باہر بے شمار ایسے لوگ رابطہ کرتے ہیں جو اپنے قریبی رشتوں کی وجہ سے دکھی ہیں پریشان ہیں ۔اپنوں کے ہوتے ہوئے باہر سڑکوں پر یا اولڈ ہاسز میں پڑے ہیں۔

پہلے وقتوں میں لوگ اپنے بچوں کی خاندانی رشتوں کے حوالے سے خاص تربیت کیا کرتے تھے۔مسائل اپنے گھر میں حل کر لیتے تھے۔اس زمانے میں مشترکہ خاندان، جرگہ پنچایت ہوا کرتے تھے۔جس میں آپس کے رشتوں کے مسائل خاندان اور علاقے کی سطح پر حل کر لیئے جاتے تھے۔لیکن آج کے دور میں اب ان کی جگہ فیملی کونسلرز نے لے لی ہے۔خاندانی مشاورت اور رہنمائی وقت کی ضرورت ہے ۔ زمانہ جتنا بھی ترقی کر جائے

انسان ہی انسان کا علاج ہے۔ انسان کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ رشتوں کی خدمت ہی دراصل انسانیت کی خدمت ہے

خاندان کی بنیاد کو مظبوط بنانے کے لیے انتخاب سے نکاح تک کے تمام مراحل کی تربیت وقت کا تقاضا ہے۔اس وقت جتنے بھی خاندانی مسائل ہیں اگر شادی سے پہلے وقت، حیثیت،ضرورت اور دین کے مطابق فیصلے کیے جائیں تو شادی کے بعد کے مسائل نا ہونے کے برابر ہونگے۔اس ادارے کا مقصد رشتوں میں انسانیت کی خدمت،نکاح کی اہمیت کو فروغ، اور خاندانی نظام کو مضبوط بنانا ہے۔ایک مضبوط خاندان ہی مضبوط معاشرے کی بنیاد ہے۔

خاندان ہماری شناخت ہے۔آیئے اپنے خاندان کو مضبوط بنائیں

بنت حوا شاہین اختر حسین
فیملی کونسلر
سی ای او
بنت حوا فیملی کونسلنگ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ

نوٹ:

کتاب علم کا ذریعہ ہے۔
اسے ایسی جگہ پر رکھیں جہاں اس کی بے ادبی نا ہو۔

شکریہ

اپنی تجاویز اور مشورے

0301-5102008

پر وٹس ایپ پر بھیج سکتے ہیں

https://www.facebook.com/Bintehawa.fc

https://www.youtube.com/@bintehawatv

پروف مصنفہ کو بھجوایا ہے
13-12-2024

میں گلفراز احمد (ڈائریکٹر علم وعرفان پبلشرز، لاہور) کے فونڈر چیف جسٹس جناب انوارالحق صاحب (ریٹائرڈ لاہور ہائی کورٹ) کا بے حد مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کو ترتیب دینے اور اس کی اشاعت میں میری معاونت کی۔